ATLAS LAW FIRM
EXPERIENCE. DEDICATION. RESULTS.
• PERSONAL INJURY
• CRIMINAL DEFENSE
• FAMILY LAW
• BUSINESS LAW
9885106759 | www.AtlasLawFirm.com

روزنامہ
وفادارِ ہندوستان
حیدرآباد
HINDUSTAN URDU DAILY
Hyderabad - TG
Editor In Chief : M.M. Ali Khan
R. N. I. No. 62210/95

ATLAS
BUILDERS & DEVELOPERS
RESIDENTIAL • COMMERCIAL • APARTMENTS • VILLAS
QUALITY CONSTRUCTION | RELIABLE SERVICE
8686341694 | www.AtlasBuilders.com

Thursday 05 November 2026 | صفحات (08) | قیمت (1: روپے) | ۱۴۴۷ھ | 05 نومبر 2026 | شمارہ (271) | جلد (2)

پیوش گوئل نے نئی دھلی کے اعلیٰ سطحی گول میز کانفرنس کی صدارت کی



نئی دہلی۔ 3/نومبر۔ایم این این۔صنعت و داخلی تجارت کے فروغ کے محکمہ (ڈی پی آئی آئی ٹی) نے نیتی آیوگ اور نیتی فرنٹیئر ٹیک ہب کے اشتراک سے اس کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس میں پالیسی سازوں، صنعتی شعبے کے سرکردہ نمائندوں اور بائیو فارما کے شعبے سے وابستہ اسٹارٹ اپس نے شرکت کی۔ کانفرنس میں بھارت کی بایو اکانومی کی ترقی کو تیز کرنے کے لیے مختلف اقدامات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اپنے خطاب میں جناب پیوش گوئل نے اس بات پر زور دیا کہ بھارت کی سائنسی صلاحیتوں اور کاروباری استعداد سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کو بایو اکانومی کے شعبے میں عالمی رہنما کے طور پر ابھارا جائے۔ انہوں نے منظوریوں کے عمل کو تیز کرنے، مالی وسائل تک بہتر رسائی فراہم کرنے، مشترکہ بنیادی سہولیات کو فروغ دینے اور صنعت، تعلیمی و تحقیقی اداروں اور حکومت کے درمیان تعاون کو مزید مضبوط بنانے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے گول میز کانفرنس میں سامنے آنے والی سفارشات پر مقررہ مدت کے اندر عملی اقدامات کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ کانفرنس کے دوران ہونے والی بات چیت میں ضابطہ جاتی طریقہ کار کو آسان بنانے، منظوریوں کے عمل کو تیز کرنے، مجوزہ ریگولیٹری سینڈ باکس، سنگل ونڈو کلیئرنس، عالمی ضابطہ جاتی معیارات سے ہم آہنگی اور پیٹنٹ کی درخواستوں کے طریقۂ کار کو سادہ بنانے کے ذریعے بائیو فارما اسٹارٹ اپ کے نظام کو مضبوط بنانے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ مرکزی بجٹ 2026-27 میں اعلان کردہ بائیو فارما شٹل کی اہمیت پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مشترکہ بنیادی سہولیات، بشمول تجربہ گاہوں، جانچ کے مراکز اور کلینیکل ٹرائلز کی سہولیات کے قیام کی ضرورت پر زور دیا گیا، تاکہ اخراجات میں کمی لائی جا سکے اور اسٹارٹ اپس اپنی اختراعات کو بڑے پیمانے پر عملی شکل دے سکیں۔ نیتی آیوگ کی ممتاز فیلو محترمہ دیپانی گھوش نے عالمی سطح پر مسابقت کی صلاحیت رکھنے والی بائیو اکانومی کی تشکیل کے لیے اسٹارٹ اپس، صنعتی شعبے، تعلیمی و تحقیقی اداروں اور حکومت کے درمیان باہمی تعاون کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ نیتی آیوگ کے رکن پروفیسر گوبردھن داس نے تحقیقی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے اور سائنسی دریافت کو تجارتی طور پر قابل عمل مصنوعات میں تبدیل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ گول میز کانفرنس میں ملک کے اندر لائف سائنسز کی تیاری کے شعبے کو مضبوط بنانے، تجربہ گاہوں کے آلات اور سائنسی تحقیق میں استعمال ہونے والے کیمیائی مادّوں (ری ایجنٹس) کی کسٹمز سے کلیئرنس کے عمل کو تیز کرنے، نیز سرکاری اسکیموں اور ضابطہ جاتی معاونت تک رسائی کو آسان بنانے کے اقدامات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ شرکا نے اس بات پر زور دیا کہ مربوط پالیسی اقدامات کو موثر بنانے اور شعبے سے متعلق مخصوص مسائل کے فوری حل کو یقینی بنانے کے لیے مختلف وزارتوں کے درمیان باہمی رابطہ اور ہم آہنگی کو مزید مستحکم کرنا ضروری ہے۔

چین میں امریکی شہریوں کی گرفتاری کا خطرہ

امریکی رکن کانگریس کا سفری انتباہ سخت کرنے کا مطالبہ

واشنگٹن۔ 3/نومبر۔ایم این این۔چین میں امریکی شہریوں کی مبینہ غیر قانونی گرفتاریوں، جاسوسی کے الزامات اور ملک چھوڑنے پر پابندیوں کے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر امریکی کانگریس کی رکن ینگ کم نے سفری انتباہ کو لیول 2 سے بڑھا کر لیول 3 کیا جائے، جس کا مطلب امریکی شہریوں کو چین کے سفر پر دوبارہ غور کرنے کا مشورہ دینا ہے۔ ینگ کم نے الزام عائد کیا کہ چینی کمیونسٹ پارٹی امریکی شہریوں کو گرفتار کر کے سفارتی دباؤ اور سیاسی سودے بازی کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ ان کے مطابق چین میں خطرہ محض جرائم پیشہ عناصر سے نہیں بلکہ خود ریاستی اداروں کی کارروائیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے 19 اکتوبر کو چین کے لیے سفری ہدایات میں غیر قانونی حراست کے خطرے سے متعلق خصوصی انتباہ شامل کیا تھا۔ ان ہدایات میں کہا گیا ہے کہ چین کے قومی سلامتی اور جاسوسی مخالف قوانین کے تحت غیر ملکی شہریوں کو پوچھ گچھ، گرفتاری اور طویل قید کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ امریکی رکن کانگریس نے چین میں زیر حراست دو امریکی شہریوں، من زن اور چن یولن کے معاملات بھی اٹھائے۔ من زن کو جون 2026 میں جاسوسی کے الزامات پر گرفتار کیا گیا تھا، جبکہ ماہر ارضیات چن یولن نومبر 2024 سے قید ہیں۔ امریکی حکام کے مطابق بعض شہریوں کو قانونی کارروائی کے شفاف مواقع، وکیل تک رسائی اور اپنے اہل خانہ سے رابطے کے بغیر طویل عرصے تک حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔ ینگ کم نے کہا کہ امریکی شہریوں کو چین جانے سے پہلے ممکنہ خطرات کی مکمل معلومات فراہم کرنا ضروری ہے۔ اس مطالبے نے امریکہ اور چین کے تعلقات میں انسانی حقوق، شہری آزادیوں اور غیر ملکی شہریوں کی سلامتی سے متعلق جاری اختلافات کو ایک مرتبہ پھر نمایاں کر دیا ہے۔ چین کے لیے امریکی سفری انتباہ فی الحال لیول 2 پر برقرار ہے، تاہم اسے مزید سخت کرنے کا مطالبہ واشنگٹن میں زیر بحث ہے۔

لاہور سمیت پنجاب کے مختلف شہروں کی فضا خطرناک حد تک آلودہ

لاہور۔ 3/نومبر۔ایم این این۔لاہور سمیت پنجاب کے مختلف شہروں میں فضائی آلودگی کی صورتحال تشویشناک حد تک بڑھ گئی۔ عالمی ماحولیاتی ویب سائٹ کے مطابق ملک کے آلودہ ترین شہروں میں آج ملتان پہلے نمبر پر ہے جبکہ لاہور دنیا کے بڑے آلودہ شہروں میں سرفہرست ہے۔ لاہور کا مجموعی ایئر کوالٹی انڈیکس 400 سے تجاوز کر گیا ہے، پیراگون کا علاقہ فضائی آلودگی سے سب سے زیادہ متاثر رہا، جہاں اے کیو آئی 728 تک جا پہنچا، علامہ اقبال ٹاؤن میں فضائی آلودگی کی شرح 615 جبکہ ماڈل ٹاؤن میں 435 ریکارڈ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب کے دیگر شہروں میں بھی سموگ کا راج ہے، ملتان میں ایئر کوالٹی انڈیکس 566، فیصل آباد میں 455، رحیم یار خان میں 483 ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ فضائی آلودگی کی یہ شرح شہریوں کی صحت کیلئے شدید خطرے کا باعث بن سکتی ہے، شہری احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔

بلوچستان میں چار افراد جبری طور پر لاپتہ

وی بی ایم پی اور بی ایس اے سی کی جانب سے لاپتہ طلباء کی بازیابی کا مطالبہ

کوئٹہ۔ 3/نومبر۔ایم این این۔بلوچستان، پنجاب اور اسلام آباد میں پیش آنے والے الگ الگ واقعات میں چار افراد، جن میں تین بلوچ طلباء بھی شامل ہیں، مبینہ طور پر جبری طور پر لاپتہ کر دیے گئے ہیں۔ دریں اثنا، وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز اور بلوچ اسٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی نے پانچ سال سے لاپتہ دو طلباء کی بازیابی کا مطالبہ کیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق، پنجگور کے علاقے پاروم سے تعلق رکھنے والے دکاندار 35 سالہ رحم دل بلوچ (ولد محمد صالح) کو 24 اکتوبر کی شام تقریباً ساڑھے چار بجے پاروم میں قائم فرنٹیئر کور کیمپ سے ایف سی اور ملٹری انٹیلی جنس کے اہلکاروں نے حراست میں لے لیا۔ انہیں کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے اور تاحال ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں۔ ایک اور واقعے میں، 23 سالہ حزب اللہ لانگو (ولد عبدالغفور لانگو) کو 12 جولائی کی سہ پہر تقریباً ساڑھے تین بجے کوئٹہ کی ایئرپورٹ روڈ سے کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں نے مبینہ طور پر حراست میں لے لیا۔ لانگو، جو کہ ایک طالب علم ہیں اور گلی عالم خان کے رہائشی ہیں، اپنی گرفتاری کے بعد سے لاپتہ ہیں۔ اسی طرح، 30 اکتوبر کی صبح تقریباً 11 بجے اسلام آباد کے سیکٹر جی 11 سے 15 سالہ طالب علم وقاص بلوچ (ولد احسان اللہ) کو سی ٹی ڈی کے اہلکاروں نے مبینہ طور پر حراست میں لے لیا۔ رپورٹس کے مطابق، ڈیرہ غازی خان کے رہائشی وقاص کو کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ دریں اثنا، بلوچ اسٹوڈنٹس کونسل بہاولپور نے بتایا ہے کہ ان کے رکن طلبہ بلوچ، جو اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں 'ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن' کے طالب علم ہیں، 29 اکتوبر کو جبری طور پر لاپتہ کر دیے گئے۔ کونسل کے مطابق، دو سادہ لباس اہلکاروں نے حاصل پور روڈ پر واقع 'جاپان ٹاؤن' کے باہر سے طلبہ کو ایک کار سے زبردستی اتارا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کا تعلق ڈیرہ غازی خان کے علاقے 'پیر مادل' سے ہے۔ اہل خانہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے بارہا تھانوں کے چکر لگائے اور متعلقہ حکام سے رابطہ کیا، لیکن انہیں طلبہ کے ٹھکانے یا حالت کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس واقعے کے سلسلے میں کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی ہے۔ بلوچ اسٹوڈنٹس کونسل پنجاب نے حکام سے مطالبہ کیا کہ وہ طلبہ کے ٹھکانے کے بارے میں بتائیں اور اس کی بحفاظت بازیابی کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر وہ حراست میں ہے تو اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔ کونسل نے ایف آئی آر کے اندراج اور واقعے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا بھی مطالبہ کیا۔

مرکز فاٹا کے انضمام کو کالعدم کرنے پر غور کر رہا ہے: مولانا فضل الرحمٰن

پشاور۔ 3/نومبر۔ایم این این۔جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے پیر کے روز الزام لگایا کہ وفاقی حکومت فاٹا کے خیبر پختونخوا میں انضمام کو ختم کرنے (یا الٹنے) پر غور کر رہی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اپنی جماعت کے 'ضم شدہ اضلاع' (سابقہ فاٹا) کے ڈیجیٹل میڈیا ورکرز کے ایک کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا، "اس صوبے کے ساتھ فاٹا کے انضمام کو ختم کرنے کی تجویز دی جا رہی ہے۔ اعلیٰ حکومتی عہدیداران نے مجھے براہ راست بتایا ہے کہ اس فیصلے کو ختم کرنے کا فیصلہ ایک غلطی تھی۔ نظام چلانے والوں نے مجھ سے براہ راست کہا ہے کہ وہ اس انضمام کو ختم کر کے علاقے کی سابقہ حیثیت بحال کرنا چاہتے ہیں۔" جے یو آئی (ف) کے سربراہ نے کہا کہ بدقسمتی سے ان ضم شدہ اضلاع کو ایک تجربہ گاہ (لیبارٹری) بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس مٹی کے فرزند اور ایک پاکستانی ہونے کے ناطے، ان کے پاس کچھ ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات حکومت کو دینے چاہئیں۔ تاہم، مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ان خدشات کو دور کرنے کے بجائے، ان کے خلاف کردار کشی کی مہم چلائی گئی۔ انہوں نے کہا، ہمیں معلوم ہے کہ کس کے ایماء پر فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کیا گیا تھا، اور اس علاقے کو دوبارہ وفاقی کنٹرول میں لانے سے کن لوگوں کے مفادات پورے ہوں گے۔" جے یو آئی (ف) کے سربراہ نے کہا کہ انضمام کے وقت، جب اس فیصلے کے سیاسی اور آئینی مستقبل کا فیصلہ کیا جا رہا تھا، تو انہوں نے شدید تحفظات کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ حالات اس کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ انضمام کے 10 سال گزر جانے کے



بھارت سے تجارت بند کرنے کا پاکستان کو بھاری نقصان

سات برسوں میں 40 ارب ڈالر کا معاشی خسارہ

لاہور۔ 3/نومبر۔ایم این این۔ بھارت کے ساتھ تجارتی تعلقات معطل کرنے کے فیصلے نے پاکستان کی معیشت کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ پاکستانی کاروباری حلقوں کے ایک تخمینے کے مطابق 2019 سے اب تک دونوں ممالک کے درمیان تجارت کی بندش کے نتیجے میں پاکستان کو تقریباً 40 ارب ڈالر کا معاشی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان کاروباری تعاون کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہوئے تجارتی حلقوں نے خبردار کیا ہے کہ سیاسی کشیدگی کی قیمت پاکستانی صنعتوں، تاجروں اور عام صارفین کو ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ تجارتی پابندیوں کے باعث پاکستانی صنعتوں کو خام مال اور ضروری مصنوعات بھارت کے بجائے دور دراز ممالک سے درآمد کرنا پڑ رہی ہیں، جس سے مال برداری کے اخراجات، ترسیل کا وقت اور پیداواری لاگت بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کی ادویہ سازی کی صنعت اس صورتحال سے خاص طور پر متاثر ہوئی ہے۔ تخمینے کے مطابق اگر بھارت سے خام مال کی درآمد بحال ہو جائے تو پاکستانی دوا ساز کمپنیاں سالانہ دو سے تین ارب ڈالر کی بچت کر سکتی ہیں۔ اسی طرح پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ مقامی کپاس کی پیداوار میں کمی کے باعث ٹیکسٹائل ملیں برازیل، مصر، چین اور امریکہ سے کپاس درآمد کرنے پر مجبور ہیں، جس سے تقریباً پانچ ارب ڈالر کے اضافی اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ پاکستان میں کپاس کی کاشت کے رقبے میں مسلسل کمی بھی تشویش کا باعث بن رہی ہے۔ روایتی کپاس پیدا کرنے والے علاقوں میں کسان گنے کی کاشت کو ترجیح دے رہے ہیں، جس سے ملک کی اہم برآمدی صنعت مزید دباؤ میں آ رہی ہے۔ پاکستان اس وقت چینی، کھاد، سیمنٹ، پیٹرولیم مصنوعات، لوہا، اسٹیل، سبزیاں اور بھاری مشینری بھی دور دراز منڈیوں سے حاصل کر رہا ہے، حالانکہ بھارت ان میں سے کئی مصنوعات بڑے پیمانے پر تیار کرتا ہے۔ کاروباری حلقوں کے مطابق جغرافیائی قربت کی وجہ سے بھارتی مصنوعات کی درآمد سے نہ صرف ٹرانسپورٹ کے اخراجات کم ہو سکتے ہیں بلکہ ضروری خام مال کی بروقت فراہمی بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ خصوصاً بھارتی آٹو ریگولیٹری کی پاکستان سے قربت کے باعث پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد نسبتاً سستی اور تیز ہو سکتی ہے۔ تجارتی تعلقات کی بحالی سے دونوں ممالک کے درمیان سرمایہ کاری، سیاحت اور علاقائی اقتصادی تعاون کے نئے مواقع پیدا ہونے کی بھی توقع ظاہر کی گئی ہے۔ پاکستان میں مذہبی اور تاریخی مقامات کی زیارت اور آبائی علاقوں کے دوروں کے لیے بھارتی سیاحوں کی آمد میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ پاکستانی کاروباری حلقوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سیاسی اختلافات کو اقتصادی تعاون کی راہ میں مستقل رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور دونوں ممالک کو مذاکرات کے ذریعے تجارتی امکانات تلاش کرنے چاہئیں۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان تجارتی تعلقات 2019 میں پلوامہ دہشت گردانہ حملے اور اس کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی کے دوران شدید متاثر ہوئے تھے۔ بعد میں پاکستان نے دوطرفہ تجارت معطل کر دی تھی۔ تجارتی حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان کی موجودہ معاشی مشکلات، مہنگائی اور صنعتی اخراجات کے پیش نظر بھارت کے ساتھ تجارت کی بحالی سے اہم اقتصادی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ تاہم 40 ارب ڈالر کے نقصان کا تخمینہ کاروباری حلقوں کا دعویٰ ہے، جس کی آزادانہ تصدیق یا تفصیلی حساب کتاب سامنے نہیں آیا۔ اس کے باوجود یہ اعداد و شمار دونوں ممالک کے درمیان طویل تجارتی تعطل کے ممکنہ معاشی اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ہندوستانی ریلوے نے قومی اتحاد کا دن اور سوچھتاہی سیوا 2026 منایا

گورکھپور 03 نومبر۔ ریلوے کی وزارت نے 30 اکتوبر 2026 کو ریل بھون، نئی دہلی میں راشٹریہ ایکتا دیوس منایا اور سوچھتاہی سیوا 2026-خصوصی مہم 0.6 کے تحت سرگرمیوں کا اہتمام کیا۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے 151 ویں یوم پیدائش کے موقع پر "ہندوستان کے لوہے کے آدمی"، شری سنیش کمار، چیئرمین اور سی ای او، ریلوے بورڈ، نے سوچ (کانفرنس ہال)، ریل بھون میں قومی یوم اتحاد کے عہد کا انعقاد کیا۔ اس موقع پر ریلوے بورڈ کے اراکین، ڈائریکٹر جنرلز، وزارت ریلوے کے سینئر افسران اور عملہ موجود قومی اتحاد کا دن ہر سال 31 اکتوبر کو سردار ولبھ بھائی پٹیل کے یوم پیدائش کی یاد میں منایا جاتا ہے، جنہوں نے ریاستوں کو یونین آف انڈیا میں ضم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور قوم کی یکجہتی اور سالمیت کو مضبوط بنانے میں دیرپا کردار ادا کیا۔ سوچھتاہی سیوا 2026 -خصوصی مہم 0.6 کے ایک حصے کے طور پر، صفائی، حفظان صحت اور صحت مند ماحول کو فروغ دینے کے لیے ریل بھون میں مختلف سرگرمیاں منعقد کی گئیں۔ صفائی دوستان کے لیے ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں ان کی صحت اور تندرستی کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ اس موقع پر ریلوے بورڈ کے چیئرمین اور سی ای او نے صفائی متروں کو ریل بھون میں صفائی کو برقرار رکھنے میں ان کی وقف خدمات اور تعاون کے لیے اعزاز سے نوازا۔ یہ اعزاز ہندوستانی ریلوے میں صفائی کے جذبے کو برقرار رکھنے اور صفائی کے جذبے کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی محنت اور عزم کا اعتراف کرتا ہے۔ اس تقریب میں یومیہ بچت بھال کرنے والے عملے کی شراکت کو تسلیم کیا گیا، جس میں ریلوے بورڈ کے سینئر ممبران نے ملازمین کو ان کی لگن اور محنت پر مبارکباد دی۔ اس مبارکباد میں ہاؤس کیپنگ اور باغبانی کا عملہ شامل تھا، جو ریلوے خاندان کے اندر اتحاد کے گہرے احساس اور ایک خاندان کے طور پر مل کر کام کرنے کے جذبے کی عکاسی کرتا ہے۔ اس موقع پر 11 ملازمین کو جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ ہندوستانی ریلوے اور ملک کے عوام کی خدمت کے لیے وقف کرنے کے بعد سبکدوش ہو گئے تھے، انہیں مبارکباد دی گئی۔ تقریب نے ٹیم ورک، باہمی احترام اور اجتماعی ذمہ داری کے کلچر کو فروغ دیتے ہوئے دفاتر کو صاف ستھرا اور سرسبز رکھنے کے پیغام کو تقویت دی۔ اس نے ایک خاندان کے طور پر ہندوستانی ریلوے کے جذبے کو اجاگر کیا، ہندوستان کے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک ٹیم کے طور پر مل کر کام کرنا۔ جیسے ہی ہندوستان ایک بھارت، شریشٹھ بھارت کے وژن کی طرف بڑھ رہا ہے۔



نعت، غزل ورباعیات کے تناظر میں شمیم انجم وارثی کا شعری سفر



سہیل ساحل

اردو ادب کی تاریخ ایسے تخلیق کاروں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنی فکری گہرائی اور فنی انفرادیت کے ذریعے زبان وادب کو نئی جہات سے روشناس کرایا۔ جدید دور میں نعتیہ شاعری، غزل، رباعیات اور بچوں کے ادب میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں شمیم انجم وارثی کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ وہ ایک ہمہ جہت ادیب، محقق، نقاد اور مدیر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کا کلام نہ صرف ادبی ذوق کی تسکین کا ذریعہ ہے بلکہ اس میں معنوی گہرائی اور اسلوبیاتی جدت بھی پائی جاتی ہے۔

شمیم انجم وارثی کا تعلق مغربی بنگال (بھارت) سے ہے۔ وہ ایک ایسے علمی و تہذیبی ماحول میں پروان چڑھے جہاں مطالعہ اور تخلیقی سرگرمیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی ماحول نے ان میں ادب سے محبت اور شاعری کا ذوق پیدا کیا۔ انہوں نے اپنی علمی زندگی تدریس اور تحقیق کے میدان میں گزاری اور ساتھ ہی ادب کی خدمت کو بھی اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ شمیم انجم وارثی بنیادی طور پر شاعر ہیں، مگر ان کی شخصیت صرف شاعری تک محدود نہیں۔ انہوں نے نعتیہ شاعری کو اپنے مخصوص لب ولہجے کے ساتھ نیا رنگ دیا۔ ان کی نعتوں میں عقیدت رسول ﷺ کی خوشبو اور فنی لطافت نمایاں ہے۔ غزل کے میدان میں بھی انہوں نے اپنے تخلیقی شعور کا لوہا منوایا۔ ان کی غزلیں کلاسیکی روایت اور جدید حسیت کا حسین امتزاج پیش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ رباعیات میں فلسفیانہ انداز اور فکری گہرائی جھلکتی ہے، جبکہ بچوں کے ادب میں انہوں نے نئی نسل کو تعلیم و تفریح فراہم کرنے کے لیے سادہ، دلکش اور سبق آموز نظمیں تخلیق کیں۔

ان کی تصانیف کی تعداد بیس سے زائد ہے، جن میں نعتیہ مجموعے، مجموعہ، غزلیات، دیوان، رباعیات، بچوں کے ادب کی کتب اور تحقیقی وتنقیدی مطالعے شامل ہیں۔ ان کی چند نمایاں کتابوں میں روپ روپ تیری تجلی (1993ء)، عرق عرق چہرے (2001ء)، حرف حرف خوشبو (2010ء)، للولالولفظوں (2016ء)، اور قطرہ قطرہ مشک (2021ء) شامل ہیں۔ یہ کتب نہ صرف فنی حسن کا مظہر ہیں بلکہ فکری اعتبار سے بھی اردو ادب میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ اب ہم ان کے دس اہم تصانیف پر روشنی ڈالیں گے۔

روپ روپ تیری تجلی (1993ء) نعتیہ شاعری کا یہ مجموعہ عقیدت اور فنی حسن کا حسین امتزاج ہے۔

مغربی بنگال میں ماہیا نگاری (1999ء) تحقیقی کتاب جو مغربی بنگال میں ماہیا شاعری کے رجحانات پر مبنی ہے۔ عرق عرق چہرے (2001ء) غزلوں کا یہ مجموعہ جدید دور کے احساسات اور داخلی کیفیات کا عکاس ہے۔

دریا دریا چاند (2007ء) دیوناگری میں اردو ماہیا کا مجموعہ ہے جس میں جمالیات اور فطری مناظر کی خوبصورت عکاسی کی گئی ہے۔

حرف حرف خوشبو (2010ء) نعتیہ کلام پر مبنی کتاب جو ان کے عشق رسول ﷺ کے والہانہ جذبے کو ظاہر کرتی ہے۔

پنگھٹ پنگھٹ پیاس (2010ء) اردو دوہے، دوہا غزل، دوہا حمد، دوہا نعت اور دوہا گیت کا مجموعہ ہے جس میں رومانوی اور جمالیاتی مضامین شامل ہیں۔

ورق ورق شمیم (2015ء) ان کی خوبصورت و معیاری رباعیوں کا دیوان ہے۔ خواب خواب چنگاری (2016ء) جدید اسلوب اور عصری شعور کی جھلک رکھنے والا منظومات کا مجموعہ ہے جو مختلف اصناف پر مشتمل ہے۔ قطرہ قطرہ مشک (2021ء) حمدیہ نعتیہ ومنقبتی رباعیوں کا ایک حسین گلدستہ ہے۔

سائل سائل عشق (2023ء) جدید غزلوں کا مجموعہ ہے جس میں محبت، ہجر و وصال اور داخلی کرب کا بیان ملتا ہے۔

ماشاءاللہ

شمیم انجم وارثی جدید اردو شاعری کے ایسے شاعر ہیں جنہوں نے زندگی، سماج اور انسان کی داخلی کیفیات کو نہایت باریک بینی سے محسوس کیا اور انہیں اپنی شاعری میں فکری گہرائی اور جمالیاتی حسن کے ساتھ پیش کیا۔ ان کی شاعری میں جدیدیت کی فکر، تہذیبی شعور، داخلی کرب، سماجی تضاد اور ذاتی تجربات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

ان کے اشعار سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہ محض رومانوی شاعر نہیں بلکہ اپنے عہد کے تضادات کو سمجھنے والے ایک سنجیدہ مفکر بھی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے چند اشعار کے تجزیے سے ان کے فکری وفنی رجحانات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

شمیم انجم وارثی کے یہاں سب سے نمایاں موضوع انسان کی ذہنی اور فکری آزادی کا ہے، لیکن شاعر اعتراف کرتا ہے کہ انسان اپنی خواہشات کے باوجود معاشرتی آداب، روایتوں اور اقداری قید سے باہر نہیں نکل پاتا۔ مثلاً:

تخیل سے خیال وخواب سے باہر نہیں نکلے
ہم اپنے حلقہ آداب سے باہر نہیں نکلے

یہ شعر اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ انسان اپنے خوابوں میں پرواز کرتا ہے مگر ذہنی حقیقتوں اور سماجی دباؤ سے نکلنے کی جرأت نہیں کرتا۔ شمیم انجم وارثی نے فلسفیانہ سطح پر بھی زندگی کو پرکھا ہے۔ ان کے نزدیک انسان اکثر لفظوں اور معنوی بحثوں میں الجھ کر زندگی کے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے۔

سدا الجھے رہے الفاظ ومعانی کے مسائل میں
کتاب زندگی کے باب سے باہر نہیں نکلے

یہ شعر فکر اور عمل کے تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر کے نزدیک زندگی کا اصل باب صرف نظریات سے نہیں بلکہ عملی شعور سے کھلتا ہے۔ شمیم انجم وارثی اپنے عہد کے تضادات پر تنقید کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کی حقیقت بیان کرتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے تو کرتے ہیں مگر عملی طور پر کچھ نہیں کرتے:

وہ دعویٰ کر رہے ہیں آج دریا پار کرنے کا
جو بیچے ہی کبھی تالاب سے باہر نہیں نکلے

یہ طنزیہ شعر معاشرتی رویوں پر سخت چوٹ کرتا ہے۔ شاعر بتاتا ہے کہ الفاظ کے دعوے زندگی کے عمل میں اس وقت تک بے معنی ہیں جب تک وہ حقیقت میں ڈھل نہ جائیں۔ ان کے یہاں محبت اور اس کے جذباتی پہلو بھی نمایاں ہیں۔ ان کے اشعار میں ہجر کا درد اور یادوں کی شدت جھلکتی ہے:

وہی یادیں وہی آنسو وہی کمرے کی تنہائی
ہم اس کے ہجر کے گرداب سے باہر نہیں نکلے

یہ شعر ایک داخلی کیفیت کو بڑے سادہ مگر موثر پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ محبوب کی جدائی کا عذاب شاعر کے شعور پر حاوی ہے۔

انہوں نے مذہبی رسموں اور ظاہری نمود پر بھی سوال اٹھائے ہیں:

خدا سے بھی لو لگا کے مانگی کرم کی بھیک بھی لیکن
خیال گنبد ومحراب سے باہر نہیں نکلے

یہ شعر ایک تہذیبی تضاد کو سامنے لاتا ہے کہ انسان روحانیت کا مدعی ہے مگر رسومات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

شمیم انجم وارثی شاعر معاشرتی تفاخر اور جھوٹی شان وشوکت پر بھی طنز کرتے ہیں:

یہ جھوٹے لوگ جھوٹی شان وشوکت کے لیے اب تک
وراثت میں ملے القاب سے باہر نہیں نکلے

یہاں شاعر سماج میں رائج اس غلو روش کو ظاہر کرتا ہے جہاں انسان اپنی شخصیت کے بجائے خاندانی القاب پر فخر کرتا ہے۔

شمیم انجم وارثی نے عاشقانہ شاعری میں بھی تازگی اور نرمی پیدا کی ہے، جیسے:

تمہاری یادیوں چپکی رہی دل سے شمیم انجم
کہ جیسے کوئی مچھلی آب سے باہر نہیں نکلے

یہ تشبیہ محبوب کی یاد کی گہرائی اور تسلسل کو نہایت موثر طریقے سے بیان کرتی ہے۔ شاعر نے امید اور خوابوں کی ناکامی کو رات کی تنہائی سے جوڑتے ہوئے دکھایا ہے۔ چاند کے سو جانے کا مطلب وقت کا گزر جانا ہے، لیکن شاعر کے لیے سکون قلب میسر نہیں آسکا۔ مثلاً شعر:

رات بھر ڈستی رہی اس کی جدائی مجھ کو
سو گیا چاند مگر نیند نہ آئی مجھ کو

انہوں نے اپنی غزلوں میں دل لگانے کا انجام پر اور محبت کو سزا قرار دیا مثال میں شعر:

دل لگانے کی سزا اتنی بڑی اتنی بڑی
مرتے دم تک نہ ملا مجھ سے رہائی مجھ کو

یہاں شاعر محبت کو ایک ایسا عمل قرار دیتا ہے جو زندگی بھر کی سزا بن جاتا ہے۔ دل لگانے کا انجام عمر بھر کا دکھ ہے۔

شمیم انجم وارثی کی شاعری روایت اور جدت کا حسین امتزاج ہے۔ ان کے ہاں داخلی کرب، عصری شعور، سماجی مسائل اور رومانوی کیفیات یکجا ملتی ہیں۔ ان کے اشعار زبان کی سادگی، موسیقیت اور معنوی گہرائی کے باعث قاری کے دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہی خصوصیات انہیں جدید اردو شاعری میں ایک ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔

ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں متعدد اعزازات و انعامات سے نوازا گیا، جن میں راحت اندوری ایوارڈ، جتیندر بلو ایوارڈ، مظفر حنفی ایوارڈ، بنگال آسنسول ایوارڈ اور دیگر قومی سطح کے ایوارڈز شامل ہیں۔ یہ اعزازات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اردو دنیا نے ان کے فن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

فن کے میدان میں شمیم انجم وارثی کی ایک نمایاں خصوصیت ان کے امتزاجی رجحانات ہیں۔ انہوں نے نعتیہ شاعری میں نعتیہ گیت اور غزل میں غزل نما جیسے نئے تجربات متعارف کرائے، جس نے انہیں اپنے معاصرین میں منفرد مقام عطا کیا۔

خلاصہ یہ کہ شمیم انجم وارثی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں جن کی تخلیقی صلاحیت، تحقیقی خدمات اور ادبی کارنامے اردو ادب کے لیے سرمایہ افتخار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری عشق رسول ﷺ کی سچی ترجمان ہے، جبکہ ان کی غزلوں اور رباعیات میں عصری شعور اور داخلی کیفیات جھلکتی ہیں۔ ان کا نام اردو ادب کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

بچوں پر ٹیکنالوجی کے مثبت اور منفی اثرات



اکثر مائیں سوچتی ہیں کہ کیا ٹیکنالوجی بچوں کیلئے مفید ہے یا مضر؟ تو وہ یہ جان لیں کہ وہ بچوں ڈیزائن پروگرام، تکنیکی ڈرائنگ پروگرام، کوڈنگ پروگرام، لینگویج پروگرام، پرابلم سالونگ پروگرام اور اسی طرح کے ڈیزائن ٹولز کی تخلیقی صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں۔ یہ مفید یا مضر کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ استعمال کرنے والے پر منحصر ہے۔

آج کے جدید دور میں ٹیکنالوجی کے بغیر زندگی کا تصور تقریباً تمام عمر کے لوگوں کیلئے ناممکن ہے۔ اگر کوئی بالغ انسان ٹیکنالوجی کا استعمال اس کے نقصاندہ پہلو کو جانتے ہوئے کرتا ہے تو اسے ہم اس کا انتخاب کہہ سکتے ہیں لیکن یہ بچوں کیلئے مختلف ہے۔ وہ عام طور پر ٹیکنالوجی کے ممکنہ برے پہلوؤں سے واقف ہی نہیں ہیں۔

مائیں اس سے واقف ہیں لیکن آج وہ خود بھی پریشان ہیں ان کے ذہن میں ٹیکنالوجی کو لے کر مختلف سوالات ہیں۔ دیکھا جائے تو ہر چیز کے مثبت اور منفی، دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ موبائل فون کا درست استعمال کرتے ہوئے کئی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں جبکہ اس کا بے جا استعمال مضر اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہاں اس کے مثبت اور منفی اثرات جانئے:

ٹیکنالوجی کے مثبت اثرات

تعلیمی مشغولات کے ساتھ ذہنی مہارت کی نشوونما: آج انٹرنیٹ پر بہت سارے ایسے گیمز یا کھیل دستیاب ہیں جس سے نہ صرف بچوں کی تعلیمی بلکہ ذہنی نشوونما بھی ہو رہی ہے مثلاً تصویری گیمز، توجہ مرکوز رکھنے والے کھیل، ریاضی کے کھیل وغیرہ جس سے نہ صرف بچے محظوظ ہو رہے ہیں بلکہ تعلیمی میدان میں بھی ترقی کر رہے ہیں۔

آئی کیو میں اضافہ: امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے مختلف نسلوں اور سماجی گروہوں کے ارکان کے درمیان سائنسی تحقیق کی اور تقریباً ۴ ہزار طلبہ پر کی گئی اس تحقیق کے مطابق موجودہ نسل کے آئی کیو اسکور پچھلی نسل سے زیادہ ہیں اور اس ترقی کو ماہرین براہ راست ٹیکنالوجی سے جوڑتے ہیں۔

بچوں کی زندگی میں ٹیکنیکی گیجیٹ کی تعداد میں اضافہ اور اس کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی حرکات بچوں کو زیادہ پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے قابل بناتی ہے۔

سیکھنے میں اضافہ: سیکھنا اور سکھانا ایک بہت اہم چیز ہے۔ انٹرنیٹ کی بدولت ہر گھر میں لاتعداد کتابوں کی لائبریری موجود ہے جن سے بچے استفادہ کر سکتے ہیں۔ بچے ان موضوعات پر وسیع تحقیق کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر سیکھنے کا عمل منفرد انداز میں پیش کیا جاتا ہے جس سے آج کے بچے پچھلی صدی کے بچوں کے مقابلے میں زیادہ باشعور اور زیادہ سمجھدار ہو رہے ہیں۔

مسئلہ حل کرنے کی مہارت: اکثر مائیں سوچتی ہیں کہ کیا ٹیکنالوجی بچوں کیلئے مفید ہے یا مضر؟ تو وہ یہ جان لیں کہ وہ بچوں ڈیزائن پروگرام، تکنیکی ڈرائنگ پروگرام، کوڈنگ پروگرام، لینگویج پروگرام، پرابلم سالونگ پروگرام اور اسی طرح کے ڈیزائن ٹولز کی تخلیقی صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں۔ یہ مفید یا مضر کا معاملہ نہیں ہے یہ سب اس بارے میں ہے کہ آپ کس طرح، کب اور کیا استعمال کرتے ہیں۔

تخلیقی بچے بدلتی ہوئی دنیا سے ہم آہنگ ہوتے ہیں، کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ نئے ابھرتے ہوئے مسائل کے نئے حل پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور بچپن سے مسائل حل کرنے کی مہارتوں کو بڑھانے سے وہ مستقبل میں آسانی سے رکاوٹوں پر قابو پاسکتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کے منفی اثرات

اب تک ہم نے ان فوائد کے بارے میں بات کی جن کی وجہ سے بچے مستفیض ہوسکتے ہیں۔ لیکن ٹیکنالوجی کے غلط استعمال کی وجہ سے بچوں پر انٹرنیٹ کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا بے تحاشا استعمال اور انٹرنیٹ پر بغیر نگرانی کے رسائی بچوں کی سماجی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی اور جسمانی نشوونما پر بھی منفی اثرات کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثلاً:

انٹرنیٹ پر زیادہ وقت گزارنے کے سبب بچے حقیقی زندگی سے رشتہ منقطع کرتا جا رہا ہے۔ اور اس کا سماجی تعامل کم سے کم ہوتا جا رہا ہے جو اس کے لئے بہت نقصاندہ ہے۔

پرتشدد کھیل اور گیمز کی بدولت بچوں کی جارحیت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

غیر محفوظ خوفناک چیزوں کو دیکھ کر بچے ڈرپوک ہوتے جا رہے ہیں۔

انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی وجہ سے بچے صحت کے مسائل سے دوچار ہو رہے ہیں مثلاً بصارت کے مسائل، گردن درد کے مسائل، موٹاپا، ہاتھ، بازو اور انگلیوں میں کھنچاؤ، تناؤ، ذہنی تھکان وغیرہ۔

بچوں کی نیند کا معیار متاثر ہو رہا ہے اور ان کی نیند کا دورانیہ کم ہوتا جا رہا ہے۔

ان میں ڈپریشن کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ وہ سماجی روابط سے منقطع ہوتے جا رہے ہیں۔

توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت متاثر ہو رہی ہے۔

چونکہ انٹرنیٹ پر مسلسل بیٹھنے میں اس لئے وہ موٹاپے کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ بات بھی جانتے ہیں موٹاپا کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

سائبر کرائم کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

ماؤں کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو موبائل فون کے درست استعمال کے بارے میں بتائیں تاکہ وہ اسکے مضر اثرات سے محفوظ رہیں۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کائنات کیلئے رحمت



محمد مقتدر اشرف فریدی

ماہ ربیع الاول کی رونقیں اور بہاریں ہر سمت جلوہ گر ہیں، دلوں کو مسرت اور فضاؤں کو نور سے معمور کر رہی ہیں۔ یہ ساری خوشیاں اور رعنائیاں دراصل محسن انسانیت، فخر موجودات، رحمت دو عالم آقا کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی برکتیں ہیں۔ یہی وہ ماہ عظمت عمیقہ ہے جس نے کائنات کو انوار مصطفیٰ ﷺ سے منور کرکے تمام مہینوں پر شرف وفضیلت عطا کی۔

تمام جہانوں کے لیے رحمت

اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اور سب سے عظیم رحمت ہمارے آقا ومولا، رحمت دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"

رحمت عالم ﷺ کی رحمت آفاق گیر ہے، جو کائنات کی ہر مخلوق کو محیط ہے۔ آپ ﷺ انسان وجنات، انبیاء ورسل، مومن و کافر، دوست و دشمن، حیوان ونبات، حتیٰ کہ ذرے ذرے کے لیے سراپا رحمت ہیں۔ جیسے رب کریم کی ربوبیت ہر چیز پر عام ہے، ویسے ہی مصطفیٰ ﷺ کی رحمت ہر سمت محیط ہے۔

آمد مصطفیٰ ﷺ کی برکتیں

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دنیا ظلمت وضلالت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف کفر وشرک کا اندھیرا، بت پرستی کا راج، ظلم وجبر کا بازار اور اخلاقی پستی عام تھی۔ ایسے پرآشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، رحمت عالم ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ انسانیت کو نور ہدایت عطا کریں۔

آپ ﷺ کی آمد نے جہالت کے اندھیرے مٹا دیے، رشد وہدایت کی قندیل چمک اٹھی، توحید ورسالت کا نور پھیلنے لگا، کردار سنورنے لگے، انوار مہکنے لگے، افکار چمکنے لگے، انوار برسنے لگے اور پوری کائنات روشن ہوگئی۔

رسول کریم ﷺ کا اخلاق عظیم

آپ ﷺ حلم، صبر، سخاوت، شفقت اور اعلیٰ اخلاق کے بے مثال پیکر تھے۔ دشمن بھی آپ کی امانت وصداقت کے معترف تھے، اسی لیے آپ کو "الصادق" اور "الامین" کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یقیناً آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔"

بعثت کا مقصد: اخلاق کی تکمیل

نبی اکرم ﷺ نے اخلاق کی ترویج و اشاعت کو اپنی منصبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یقیناً میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ شریفانہ اخلاق کی تکمیل کروں۔" (السنن الکبریٰ للبیہقی)

اخلاق مصطفیٰ ﷺ کے نمایاں پہلو

صبر وبرداشت

طائف میں پتھر کھائے، لہو میں زخمی ہوئے لیکن بددعا کی بجائے دعا فرمائی:

"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، یہ جانتے نہیں۔" (مسند احمد)

سخت حالات میں بھی آپ ﷺ نے صبر واستقلال کا دامن نہ چھوڑا۔

عفو ودرگزر

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے عام معافی دے کر دکھا دیا کہ حقیقی فاتح وہی ہے جو معاف کرے۔

تواضع وانکساری

تمام تر عظمت کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔" آپ ﷺ کپڑوں میں پیوند لگاتے، جوتے مرمت کرتے اور اہل خانہ کی مدد کرتے۔

آپ ﷺ غلاموں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔

سخاوت وایثار

آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہوتا، راہ خدا میں تقسیم کر دیتے، کبھی سائل کو خالی نہ لوٹاتے۔

شفقت ومحبت

آپ ﷺ بچوں سے کھیلتے، عورتوں کی عزت کرتے اور امت کے لیے دعائیں کرتے رہتے۔ قرآن کریم میں آیا: (بالمومنین رؤوف رحیم)

"آپ مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔"

عدل وانصاف

آپ ﷺ نے عدل کو کبھی مصلحت پر قربان نہ کیا۔ فرمایا: "اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔"

اخوت ومساوات

خطبہ حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا: "کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے۔"

کامل نمونہ حیات

آپ ﷺ کی سیرت اہل ایمان کے لیے کامل اسوہ اور بہترین نمونہ عمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے حسین نمونہ عمل ہے۔"

نتیجہ

رسول کریم ﷺ کی پوری حیات طیبہ اخلاقی خوبیوں کا حسین مرقع ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد انسان کو اخلاق حسنہ کا خوگر بنانا تھا۔ آج اگر امت ان اوصاف کو اپنا لے تو معاشرہ امن ومحبت کا گہوارہ اور دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا ضامن بن جائے گا۔ آپ ﷺ کا مشن عدل، امن، صلح، محبت اور خدا کی بندگی کو عام کرنا تھا، جو قیامت تک انسانیت کے لیے مشعل راہ رہے گا۔

فون فری فروری: ڈیجیٹل دنیا سے منقطع، حقیقی دنیا سے دوبارہ جڑنے کا موقع

سوشل میڈیا پر جاری "فون فری فروری" مہم سے اب تک کروڑوں افراد جڑ چکے ہیں۔ یہ مہم ہے اپنا اسمارٹ فون استعمال کرنے کی عادت پر نظر ثانی کی اور فون کے بلا ضرورت استعمال سے چھٹکارا حاصل کرنے کی۔

صبح بیدار ہونے سے لے کر رات میں سونے تک آپ اپنا اسمارٹ فون کتنی مرتبہ ان لاک کرتے ہیں؟ میوٹیکنگ کے اشتراک کردہ اعداد وشمار کے مطابق ہندوستان میں رہنے والا ایک شخص اوسطاً ہر ۷ منٹ پر اپنا اسمارٹ فون ان لاک کرتا ہے۔ پھر چاہے کسی کو میسج بھیجنا ہو، سوشل میڈیا ہو، انٹرنیٹ سرفنگ ہو یا وقت گزاری کیلئے گیم کھیلنے جیسی کوئی اور سرگرمی۔ چونکہ یہ آلہ ۲۴ گھنٹے دسترس میں ہوتا ہے اس لئے ایک شخص کے سیکڑوں منٹ اس کی اسکرین پر گزر جاتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ اپنے فون پر کتنا وقت گزارتے ہیں؟ اگر آپ اپنی فون کی عادات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں یا اس کی لت سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں تو عالمی سطح پر جاری "فون فری فروری" (Phone Free February) مہم کا حصہ بن سکتے ہیں۔

"فون فری فروری" گلوبل سولیڈیریٹی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک عالمی اقدام ہے جس کا مقصد ہے لوگوں کو اپنے فون کے استعمال پر نظر ثانی کرنے اور صحت مند عادات کو اپنانے کی ترغیب دینا۔ فروری کے چند دن گزر گئے ہیں اور عالمی سطح پر اس مہم سے اب تک کروڑوں افراد جڑ چکے ہیں۔ انسٹاگرام، ایکس، اسنیپ چیٹ اور فیس بک جیسے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر "پی ایف ایف"، "ایف ایف ایف" اور "فون فری فروری" جیسے ہیش ٹیگ استعمال کرتے ہوئے لوگ اس مہم کا تیزی سے حصہ بن رہے ہیں۔ اس ضمن میں اب تک لاکھوں تصاویر پوسٹ ہو چکی ہیں جن میں لوگ اپنے اسکرین ٹائم کا اسکرین شاٹ پوسٹ کرتے ہوئے اپنے تجربات بیان کر رہے ہیں۔

مہم کے شریک بانی جیکب وارن کہتے ہیں کہ فون استعمال کرنے والے ہر شخص کو اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے کہ آپ کو فون کی کتنی ضرورت ہے۔ کیا یہ صرف ضرورت کی چیز ہے یا عادت بن گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ "فون کے ذریعے آج کی دنیا میں رہنا ممکن نہیں ہے لیکن مسئلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب لوگ سوچے سمجھے بغیر اپنی اسکرینوں سے چپک جاتے ہیں۔ فون کا حد سے زیادہ استعمال ذہنی تناؤ، اضطراب، اور جسمانی صحت کے مسائل کی بھی وجہ ہے۔ اس کے اثرات ہماری نیند پر بھی پڑتے ہیں۔ اسکرین سے خارج ہونے والی نیلی روشنی ہماری نیند کے پیٹرن پر اثر انداز ہوتی ہے جس کا نتیجہ لوگوں میں بڑھتی بے خوابی اور تھکاوٹ ہے۔"

انہوں نے ۲۹ دنوں کا تجربہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ "اس مہم میں لوگوں کی بڑھتی شمولیت، اسکرین ٹائم کے اسکرین شاٹس اور تجربات اس بات کا ثبوت ہیں کہ لوگ بلا ضرورت اپنا فون استعمال کرنے کی لت سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ اس مہم کے ذریعے ہم صارفین کو ان کی اسمارٹ فون استعمال کرنے کی عادت پر نظر ثانی کی تحریک دے رہے ہیں۔"

متعدد تحقیقات میں واضح ہوا ہے کہ اپنے فون سے وقفہ لینا آپ کی ذاتی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اسکرین ٹائم کم کرنے سے ذہنی تناؤ کم ہوتا ہے اور نیند بہتر ہوتی ہے۔ درحقیقت، دن بھر میں صرف ایک گھنٹہ بھی اسمارٹ فون سے دوری دماغی صحت پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ خیال رہے کہ "فون فری فروری" ڈیجیٹل دنیا سے منقطع ہونے اور حقیقی دنیا سے دوبارہ جڑنے کا موقع ہے۔

ماہرین کے مطابق مضبوط پاس ورڈ بنانے کے طریقے

آج کے ڈیجیٹل دور میں آن لائن فریب دہی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس کی بڑی وجہ کمزور پاس ورڈس ہیں۔ لوگ اکثر جلدی میں ہر جگہ آسان یا ایک ہی پاس ورڈ استعمال کرتے ہیں جس سے ڈیٹا چوری ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ لمبا اور منفرد پاس ورڈ سائبر مجرموں سے تحفظ کا سب سے موثر طریقہ ہے۔

آج کے ڈیجیٹل دور میں آن لائن فریب دہی بہت بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے عوام کو مزید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات بڑی کمپنیوں کا ڈیٹا بھی ہیک کرکے چوری کرلیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کمپنیاں ڈوبنے کے مقام پر پہنچ جاتی ہیں لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کی وجہ کمزور پاس ورڈ ہے؟ ہاں، کئی بار لوگ جلدی میں سادہ پاس ورڈ بنا دیتے ہیں جبکہ کچھ لوگ ایک ہی پاس ورڈ ہر جگہ استعمال کرتے ہیں تاکہ اسے یاد رہے لیکن اس طریقے سے آپ کے ڈیٹا کی چوری ہوسکتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو ایک مضبوط پاس ورڈ کا انتخاب کرنا ہوگا۔ آئیے ماہرین کی جانب سے دی گئی رائے کے مطابق آپ کو بتاتے ہیں کہ ایک مضبوط پاس ورڈ کیسا ہونا چاہیے، جس کے بعد دھوکہ باز بے بس ہو کر رہ جائیں گے۔

۱۳ سے ۲۰ حروف کے پاس ورڈ استعمال کریں

ڈیجیٹل سیکیورٹی فراہم کرنے والی کمپنی ہیمانو (ایپ ٹیکسلس) کے سابق نائب صدر نام احمتو نے اپنی رپورٹ میں پاس ورڈ سیکیورٹی پر بڑا انکشاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب بھی ہم پاس ورڈ بناتے ہیں تو ہمیں لگتا ہے کہ یہ منفرد ہے لیکن اربوں صارفین میں سے کوئی پہلے ہی اس پاس ورڈ کو استعمال کرچکا ہے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ۸ حروف کا پاس ورڈ محفوظ ہے لیکن اب ہیکرز اسے آسانی سے کریک کرسکتے ہیں۔



آج پاس ورڈ کریکنگ پروگرام اتنے تیز ہوگئے ہیں کہ کچھ سافٹ ویئر فی سیکنڈ ۵۰۔۳ بلین پاس ورڈس کو کریک کر سکتے ہیں۔

احمتو کے مطابق اب صارفین کو سیکیورٹی کے لیے کم از کم ۱۳ سے ۲۰ حروف کا پاس ورڈ رکھنا چاہیے۔ پاس ورڈ جتنا لمبا ہوگا، اسے کریک کرنا اتنا ہی مشکل اور وقت طلب ہوگا۔

ایک مثال سے سمجھیں کہ پاس ورڈ کس قسم کا ہونا چاہیے۔

ماہرین کے مطابق کوئی بھی مضبوط پاس ورڈ بڑے حروف، چھوٹے حروف اور خصوصی حروف سے مل کر بنتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ عام طور پر Lucky777 جیسا پاس ورڈ درج کرتے ہیں تو اسے L@cky!931 میں تبدیل کریں تاکہ یہ آسانی سے ٹوٹ نہ جائے۔ اگر آپ چاہیں تو گانے، نظم یا محاورے سے بھی پاس ورڈ بنا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ جیسے کے ہیں چار دن، باقی ہیں بیکار دن کی لائن سے JkhcdBhbd جیسا پاس ورڈ بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ چاہیں تو آپ Security.org جیسے بے ترتیب پاس ورڈ جنریٹر کا استعمال کرکے اور بھی زیادہ محفوظ پاس ورڈ بنا سکتے ہیں۔

متعدد اکاؤنٹس کے لیے ایک ہی پاس ورڈ نہ رکھیں

کچھ لوگ ایک سے زیادہ اکاؤنٹس کے لیے ایک ہی پاس ورڈ رکھتے ہیں تاکہ وہ پاس ورڈ بھول نہ جائیں۔ لیکن سائبر سیکیورٹی کے ماہر ووڈی لیمن کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا بہت خطرناک ہوسکتا ہے کیونکہ اگر ایک اکاؤنٹ ہیک ہوجائے تو سمجھ لیں کہ آپ کے تمام اکاؤنٹس بہت آسانی سے ہیک ہوجائیں گے۔ اس سے آپ کی تمام ذاتی معلومات، بینک کی تفصیلات، تمام ڈیٹا چوری کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی مثالی سماجی خدمات

صبیحہ فاطمہ۔ بنگلورو

ہندوستان میں ایک ابھرتا رجحان دیکھنے کو مل رہا ہے جس میں مسلم ادارے اپنے آس پاس کے سماجی مسائل کا عملی حل تلاش کرنے کے لیے آگے آرہے ہیں۔



صحت، تعلیم، خاندانی فلاح و بہبود اور مذہبی شمولیت جیسے شعبوں میں کمیونٹی کی سطح پر کی جانے والی یہ کوششیں بتاتی ہیں کہ روایت اور سماجی خدمت مل کر آج کے دور کی ضرورتیں پوری کرسکتی ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں جاری ان مثالی کوششوں کو اگر دوسرے علاقوں میں بھی اپنایا جائے تو اس سے پوری کمیونٹی کی زندگی میں مثبت تبدیلی آسکتی ہے۔ اس کی شروعات ایک تشویش ناک انکشاف سے ہوئی۔ حیدرآباد کے راشد نگر علاقے میں واقع وادیٔ محمود کے ایک سماجی سروے سے معلوم ہوا کہ آس پاس کی کچی آبادیوں میں رہنے والی خواتین بڑی تعداد میں طرز زندگی سے جڑی بیماریوں کا شکار ہیں۔

سروے کے مطابق نصف سے زیادہ خواتین میں دل اور میٹابولزم سے متعلق بیماریوں کا خطرہ تھا، جبکہ بہت سی خواتین موٹاپے، پی سی او ڈی، ذیابیطس، ہائی بلڈ پریشر اور تھائیرائڈ کی بیماریوں میں مبتلا تھیں۔ ان نتائج سے واضح ہوگیا کہ صرف علاج کافی نہیں، بلکہ خواتین کے لیے ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں وہ باقاعدگی سے ورزش کرسکیں، صحت مند طرز زندگی اپنا سکیں اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے ضروری رہنمائی حاصل کرسکیں۔ عام طور پر کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ خواتین کے لیے جم کسی مسجد کے اندر قائم ہوگا، لیکن 2021 میں مسجد مصطفیٰ نے حیدرآباد میں مسجد کے اندر خواتین کے لیے پہلا فلاح و بہبود کا مرکز اور جم قائم کرکے اس تصور کو حقیقت میں بدل دیا۔

یہاں پیشہ ور ٹرینر کے علاوہ صحت کے مشیر اور ڈاکٹر بھی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس طرح عبادت کی جگہ کو خواتین کے لیے صحت کی دیکھ بھال کے ایک قابل اعتماد مرکز میں تبدیل کردیا گیا، جہاں ورزش، صحت کی جانچ اور طرز زندگی سے متعلق مشورے ایسے ماحول میں فراہم کیے جاتے ہیں جو مقامی ثقافت اور سماجی حالات سے ہم آہنگ ہے۔ یہ کوئی اکیلی مثال نہیں ہے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں کمیونٹی کی سطح پر اسی طرح کے تخلیقی اور عملی اقدامات دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ ممبئی کی دھاراوی جیسی آبادی میں نوجوان مسلم کاروباری افراد نے پلاسٹک کے کچرے کو جمع کرنے اور اس کی ری سائیکلنگ کے لیے کمیونٹی کی بنیاد پر کوآپریٹو قائم کیے۔

ان کوششوں سے نہ صرف کچرے کو زمین میں دفن کرنے کا بوجھ کم ہوا بلکہ لوگوں کے لیے روزگار کے چھوٹے کاروبار بھی پیدا ہوئے۔ اسی طرح ساحلی علاقوں میں ماہی گیروں کی مقامی برادریوں نے ماحول کے تحفظ اور آمدنی کے ذرائع کو محفوظ بنانے کے لیے مینگروو کے جنگلات کی بحالی کے کام میں حصہ لیا ہے۔ جنوبی ایشیا کے بیشتر علاقوں میں کئی نسلوں سے چلی آرہی سماجی روایات نے خواتین کی مسجدوں میں شرکت کو محدود رکھا ہے، حالانکہ تاریخی روایات میں اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خواتین مسجد میں نماز ادا کرتی تھیں اور اجتماعی زندگی میں بھی حصہ لیتی تھیں۔

اسی تاریخی روایت کو دوبارہ زندہ کرنے کے مقصد سے کولکاتا میں قائم مسلم ویمنز اسٹڈی سرکل نے 2020 میں ملک گیر سطح پر مسلم ویمن ان مسجد تحریک شروع کی۔ اس تحریک کی بانی جاجیہ مریم نے اس کے پیچھے کارفرما سوچ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا "ہمارا خیال تھا کہ ہمیں تاریخ کی طرف واپس جانا چاہیے۔" ان کا اشارہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں خواتین کی فعال شرکت کی طرف تھا۔ اس تحریک کے تحت اب تک تقریباً 150 ایسی مسجدوں کی نشاندہی اور دستاویز بندی کی جاچکی ہے جہاں خواتین کے لیے مناسب انتظامات موجود ہیں۔

تحریک نے تاریخی ورثے سے واقفیت کے لیے خصوصی دورے کیے، ملک گیر سطح پر اجتماعی نمازوں کا اہتمام کیا اور مسجدوں کے ذمہ داروں سے رابطہ کرکے خواتین کے لیے مخصوص جگہیں بنانے کی کوشش کی۔ سماجی کارکن اسرا نعمانی نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا "آج مسجدوں میں نماز پڑھنا ایک مردانہ عمل سمجھا جانے لگا ہے، جبکہ اسلام کی ساتویں صدی میں خواتین کو جو حقوق دیے گئے تھے، ان پر رسمی پردہ اور تشریحات غالب آگئی ہیں۔" اس تحریک سے وابستہ بہت سی خواتین کے لیے اس کے اثرات ذاتی اور جذباتی اہمیت بھی رکھتے ہیں۔

ان میں سے بعض خواتین پہلی بار مسجد میں داخل ہوتی ہیں اور وہاں انہیں صرف عبادت کی جگہ ہی نہیں بلکہ اپنائیت اور تعلق کا احساس بھی ملتا ہے۔ تحریک سے وابستہ افراد ان تجربات کو آن لائن بھی شیئر کرتے ہیں، جس سے مسجدوں تک خواتین کی رسائی میں حائل رکاوٹوں کو چیلنج کیا جارہا ہے اور مختلف سماجی و مسلکی پس منظر رکھنے والی خواتین کی موجودگی اور خود اعتمادی کو فروغ مل رہا ہے۔ ہر قدم کا نشان دکھائی نہیں دیتا۔ مسجدیں جب عبادت اور جسمانی صحت سے آگے بڑھ کر کمیونٹی کی فلاح و بہبود میں کردار ادا کررہی ہیں تو وہ ایک ایسے مسئلے پر بھی توجہ دے رہی ہیں جسے طویل عرصے تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

یہ مسئلہ ازدواجی زندگی اور خاندانوں میں پیدا ہونے والی ذہنی و جذباتی پریشانیاں ہیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اب بھی مسجدیں، مقامی ائمہ اور سماجی تنظیمیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مشاورت، ثالثی اور خاندانی رہنمائی کی خدمات فراہم کررہی ہیں۔



ان خدمات کا مقصد میاں بیوی کو باہمی اختلافات حل کرنے، ایک دوسرے سے بہتر انداز میں بات چیت کرنے اور اپنے مشترکہ حقوق و ذمہ داریوں کو سمجھنے میں مدد دینا ہے۔ ان کوششوں میں صلح صفائی اور خاندانی رشتوں کو بچانے پر زور دیا جاتا ہے۔ کم خرچ اور مقامی سماجی و ثقافتی ماحول سے ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے یہ خدمات عام لوگوں کے لیے زیادہ قابل رسائی ہیں۔ ان کے ساتھ وسیع تر سماجی منصوبے بھی کام کررہے ہیں۔ مثلاً 'خوشتر' جیسے پروگرام صحت کی سہولتوں اور بیداری کے ذریعے ذہنی اور جسمانی تندرستی کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ ہیلپنگ ہینڈ فاؤنڈیشن (ایچ ایچ ایف) مالی مشکلات سے دوچار خاندانوں کو عملی مدد کے ساتھ مشاورت کی سہولت بھی فراہم کرتی ہے۔ کمیونٹی کی مشکلات سے نکلنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت کا انحصار تعلیم کے مواقع پر بھی ہوتا ہے۔ ہندوستان میں تعلیم سماجی تبدیلی کا ایک اہم ذریعہ بن کر سامنے آئی ہے۔ مثال کے طور پر کیرالا میں مسلم کمیونٹی نے اصلاح شدہ مدارس کے ذریعے دینی تعلیم کو جدید تعلیم کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس کوشش سے شرح خواندگی 90 فیصد سے زیادہ کرنے میں مدد ملی ہے اور خواتین کی اعلیٰ تعلیم اور ملازمتوں میں شرکت کے مواقع بھی بڑھے ہیں۔ دوسری طرف رحمانی 30 جیسے اداروں نے بھی تعلیمی مواقع کو وسعت دی ہے۔ یہ ادارہ محروم اور کم آمدنی والے خاندانوں کے طلبہ کو انجینئرنگ، میڈیکل اور سول سروسز کے امتحانات کی تیاری کے لیے مفت رہائشی کوچنگ فراہم کرتا ہے۔

اس طرح ان طلبہ کے لیے اعلیٰ تعلیم اور پیشہ ورانہ زندگی میں آگے بڑھنے کے نئے راستے کھل رہے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ مقامی سطح پر نئی سوچ اور اختراعی کوششیں بھی اس تبدیلی میں اہم کردار ادا کررہی ہیں۔ حیدرآباد اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں نوجوان مسلم رضاکاروں نے ذہنی صحت کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور مدد فراہم کرنے والے گروپ قائم کیے ہیں۔ ان کا مقصد محلوں اور بستیوں میں ذہنی صحت سے متعلق بدنامی اور غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ کولکاتا کی راجا بازار اور پارک سرکس جیسی آبادیوں میں مقامی نوجوانوں، جن میں مسلم رضاکار بھی شامل تھے، نے سائیکل رکشہ پر چلنے والی موبائل لائبریریاں شروع کیں۔

ان لائبریریوں میں سینکڑوں کتابیں رکھی گئیں اور انہیں بچوں تک پہنچایا گیا۔ ان کے ذریعے بچوں کے لیے مطالعے کی نشستوں اور بنیادی تعلیمی مواد کا انتظام کیا گیا۔ یہ ایک کم خرچ اور منفرد طریقہ تھا، جس کے ذریعے ان بچوں کی دہلیز تک کتابیں پہنچائی گئیں جہاں کوئی باقاعدہ لائبریری موجود نہیں تھی۔ یہ جذبہ صرف تعلیمی اداروں تک محدود نہیں ہے۔ وسا اور ٹی ایم آر سی جیسی تنظیمیں وظائف، یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور ہنر مندی کے پروگرام چلاتی ہیں۔ ان کی کوششیں اکثر سرکاری منصوبوں کی تکمیل میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد کی پرانی روایت کے ساتھ یہ اقدامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ مسلم کمیونٹی نہ صرف فوری ضرورتوں کو پورا کرنے بلکہ طویل مدت میں لوگوں کے سماجی اور معاشی حالات بہتر بنانے کے لیے بھی سرمایہ کاری کررہی ہے۔ اگرچہ ان کوششوں کی جڑیں مقامی حالات میں پیوست ہیں، لیکن ان کی اہمیت ان کمیونٹیز سے کہیں زیادہ وسیع ہے جن کے لیے یہ کام کیا جارہا ہے۔

ذرائع ابلاغ، تحقیق اور تجربات کے تبادلے کے ذریعے ان اقدامات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا نہ صرف ان حقیقتوں کو سامنے لاتا ہے جنہیں اکثر نظر انداز کردیا جاتا ہے بلکہ دوسرے علاقوں کے لیے بھی قابل عمل نمونے فراہم کرتا ہے۔ مسلمان ایسے شعبوں میں بھی نئی سوچ اور اختراعی کام کررہے ہیں جن کا تعلق عام طور پر ان کی روایتی سرگرمیوں سے کم جوڑا جاتا۔ فرانس میں بے آرٹائی فلاور نے بڑے پیمانے پر تصویری تنصیبات کے ذریعے عوامی مقامات کو مکالمے اور جائزے کے مراکز میں تبدیل کیا ہے۔ حسن منہاج نے اپنے امریکی اور بین الاقوامی ایوارڈ یافتہ شو پیٹریاٹ ایکٹ کے ذریعے عوامی پالیسی، عالمی امور اور سماجی مسائل پر گفتگو کو عام ناظرین تک پہنچایا۔ انہوں نے طنز و مزاح کو ذریعہ بنا کر لاکھوں لوگوں کو ان موضوعات پر سوچنے اور بحث کرنے کی طرف راغب کیا۔ اسی طرح موفرح نے اولمپک کھیلوں میں کامیابی کے بعد فلاحی اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے نوجوانوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ کاروباری دنیا میں ملائیشیا کے صنعت کار ٹونی فرنانڈس نے ایئر ایشیا کے ذریعے جنوب مشرقی ایشیا میں کم خرچ فضائی سفر کو فروغ دیا اور لاکھوں لوگوں کے لیے ہوائی سفر کو سستا اور آسان بنایا۔ یہ تمام کوششیں اپنے اپنے علاقوں کے حالات کے مطابق ہیں اور ان کے سامنے کئی چیلنج بھی موجود ہیں، لیکن حیدرآباد کی مسجد میں خواتین کے لیے قائم کیا گیا منفرد جم، کولکاتا کی کچی آبادی میں سائیکل پر چلنے والی لائبریری، دھاراوی میں کچرے کی ری سائیکلنگ کے لیے قائم کوآپریٹو یا عالمی سطح پر عوامی مباحث کو نئی سمت دینے والی شخصیات، سب ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

یہ کوششیں بتاتی ہیں کہ جب ایمان صرف عقیدے اور عبادات تک محدود رہنے کے بجائے عملی زندگی میں خدمت کی شکل اختیار کرتا ہے تو وہ تخلیقی صلاحیت، ہمدردی اور انسانی ترقی کی ایک طاقتور قوت بن جاتا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں سے لے کر عالمی سطح کے بڑے میدانوں تک عام مسلمان اپنی کمیونٹی، باہمی تعاون اور سماجی خدمت کے تصورات کو نئے انداز میں پیش کررہے ہیں۔ ان کی کہانیاں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ حقیقی تبدیلی ہمیشہ بڑے بڑے دعووں سے شروع نہیں ہوتی، بلکہ اکثر دوسروں کی خدمت کے لیے اٹھائے گئے چھوٹے مگر حوصلہ مندانہ قدم ہی اس کی بنیاد بنتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ صرف بدلتے وقت کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ نہیں کررہے بلکہ سب کے لیے زیادہ جامع، بہتر اور امید افزا مستقبل کی تشکیل میں بھی اپنا حصہ ادا کررہے ہیں۔

ذرائع اور حوالہ جات:

حیدرآبادی مسجد میں خواتین کے لیے صحت مرکز اور جم کی تفصیلات اور رپورٹ: نیو ایج اسلام، 2021۔ جس کی معلومات کو ٹائمز آف انڈیا کی رپورٹ سے بھی ملایا گیا ہے۔

مسلم ویمن ان مسجد تحریک: ویمنز میڈیا سینٹر، 5 اگست 2022۔

خاندانی مشاورت اور ثالثی سے متعلق معلومات: ہندوستانی مسلم معاشرے میں ازدواجی ہم آہنگی پر شائع ہونے والے تحقیقی جائزے، مثلاً آئی بی ٹی ایس آر اے کی اشاعتیں۔

کیرالا میں تعلیم اور باہمی تعاون: میپا کمیونٹی کی تعلیمی کوششوں اور ہیلپنگ ہینڈ فاؤنڈیشن کی سرگرمیوں سے متعلق رپورٹس، حقائق نامہ اور ویب سائٹس، 2020۔ دیگر معلومات: وسا اور ٹی ایم آر سی کی ویب سائٹس اور مسجدوں میں صحت کی سہولتوں سے متعلق پی ایم سی کے تحقیقی جائزے۔

دھاراوی میں کچرے کی ری سائیکلنگ کے لیے کوآپریٹو: دی ہندو، انڈین ایکسپریس اور دی بیٹر انڈیا سمیت مختلف ذرائع ابلاغ کی رپورٹس۔

کولکاتا کے راجا بازار میں سائیکل رکشہ پر چلنے والی لائبریری: ٹائمز آف انڈیا 2023۔ ذہنی صحت سے متعلق بیداری کی مہمات: حیدرآباد میں کمیونٹی کی سطح پر ہونے والی کوششوں اور مختلف غیر سرکاری تنظیموں کی رپورٹس۔

آگے کا راستہ





عبدالرقیب

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہ کرے۔" یہ ابدی اصول ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک اہم رہنما اصول ہے، جو انہیں ملک کے مستقبل میں بامعنی کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ترقی کا راستہ طے کرنے کے لیے ہندوستانی مسلمانوں کو سب سے پہلے ہندوستان کی منفرد خصوصیات کو سمجھنا ہوگا۔ دنیا کے بہت سے ممالک کے برعکس، جہاں معاشرتی یکسانیت نسبتاً زیادہ ہے، ہندوستان ایک وسیع، کثیر الثقافتی، کثیر لسانی اور کثیر مذہبی تہذیب ہے۔ یہ ریاستوں کا ایک وفاق ہے، جہاں ہر ریاست کی اپنی زبان، ثقافت، روایات اور معاشرتی طور طریقے ہیں۔

یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اردو تمام ہندوستانی مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں تقریباً 45 فیصد لوگ تمل، تیلگو، آسامی، بنگالی، ملیالم اور دیگر زبانیں بولتے ہیں۔ اس لیے شمالی ہندوستان یا اردو کو مرکز بنا کر اختیار کیا جانے والا کوئی یکساں طریقہ کار ملک بھر کے مسلمانوں کے مختلف حالات اور ضروریات کو مؤثر انداز میں پورا نہیں کرسکتا۔

مسلم کردار کی مضبوطی

ہندوستان کے مستقبل میں مسلمانوں کے کردار کو مضبوط بنانے کی کوئی بھی حکمت عملی جمہوریت کے اصول پر مبنی ہونی چاہیے۔ ہندوستان کا آئین تمام شہریوں، بشمول مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور رہنمائی کا ضامن ہے۔ مسلمانوں کو اپنے آئینی حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اپنی آئینی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا اور ادا کرنا چاہیے۔



تاریخی طور پر مسلمان یا تو مسلم اکثریتی معاشروں میں رہتے رہے ہیں یا ایسے ممالک میں اقلیت کی حیثیت سے زندگی گزارتے رہے ہیں، جہاں انہیں محدود حقوق حاصل تھے۔ لیکن ہندوستان کی صورت حال مختلف ہے۔ یہاں آئین قانون کے سامنے برابری اور تمام شہریوں کو یکساں مواقع فراہم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ ہندوستانی مسلمان ملک کے جمہوری نظام میں برابر کے شریک ہیں۔ ہندوستان کے مستقبل میں ان کا کردار محض تماشائی کا نہیں ہوسکتا، بلکہ انہیں فعال، تعمیری اور ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا ہوگا، جس کی رہنمائی آئینی اقدار اور شریعت کے اصولوں سے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس سلسلے میں کئی اہم مثالیں ملتی ہیں۔ حبشہ کے عادل حکمران نجاشی کی پناہ میں مسلمانوں کی ہجرت، مدینہ کا وہ معاہدہ جس نے مختلف برادریوں کے درمیان بقائے باہمی اور مشترکہ نظم و نسق کی بنیاد رکھی، اور حلف الفضول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت اور اس معاہدے کی تحسین، جس کا مقصد انصاف قائم کرنا اور کمزوروں کے حقوق کی حفاظت کرنا تھا، ایسے واقعات ہیں جن سے آج بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علمی شعبے میں تبدیلی

اس تناظر میں ضروری ہے کہ علمائے کرام کو روایتی اسلامی فقہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے قانونی اور آئینی نظام کی بھی مستند اور گہری سمجھ حاصل ہو۔ اس علم کے ذریعے وہ مسلمانوں کی بہتر رہنمائی کرسکیں گے اور عصری مسائل پر زیادہ باخبر رائے دے سکیں گے۔

اس سلسلے میں کیرالا کی ایک قابل ذکر مثال موجود ہے، جہاں مرکز گروپ نے مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے ایک لا کالج قائم کیا ہے۔ یہاں سے کئی بیچوں کے طلبہ تعلیم مکمل کرکے نکل چکے ہیں اور اب کیرالا کے قانونی اور عدالتی شعبوں میں سرگرم ہیں۔ ہندوستان بھر کے دینی مدارس میں بھی اس طرح کے اقدامات کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

عصری علمی سیاست میں فقہ الاقلیات، بالخصوص مسلم اقلیتوں کے فقہی مسائل، اور مقاصد شریعت جیسے موضوعات بھی اہم رہنمائی فراہم کرسکتے ہیں۔ ان کی مدد سے یکساں سول کوڈ اور دیگر عصری چیلنجوں پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لیے قومی زندگی میں زیادہ فعال کردار ادا کرنے کے راستے بھی تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

تعلیم کی اصلاح وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سب سے اہم کاموں میں سے ایک مذہبی اور عصری تعلیم کے درمیان موجود دوہرے نظام پر قابو پانا ہے، جس نے دینی اور دنیاوی علوم کو ایک دوسرے سے الگ کردیا ہے۔ ایسا مربوط تعلیمی نظام، جس میں اسلامی علوم اور جدید مضامین کو یکجا کیا جائے، طلبہ کو اپنے دینی عقیدے اور اقدار سے وابستہ رکھتے ہوئے موجودہ دور کے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے بہتر طور پر تیار کرسکتا ہے۔ اس نظام کے ذریعے طلبہ اسلامی اقدار پر قائم رہنے کے ساتھ وہ علم و صلاحیتیں اور ہنر بھی حاصل کرسکیں گے جو آج کی دنیا میں کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

تاریخ میں مربوط تعلیم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ مغل دور میں علماء، معمار، منتظمین اور فوجی رہنماؤں کو اعلیٰ تخصص حاصل کرنے سے پہلے ایک ہی طرح کے تعلیمی اداروں میں بنیادی تعلیم دی جاتی تھی۔ بعد میں وہ اپنی دلچسپی اور صلاحیت کے مطابق مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح فاطمہ الفہری نے تیونس میں جامعۃ القرویین قائم کی، جہاں اسلامی علوم کے ساتھ جغرافیہ، فلکیات، طب اور دیگر سائنسی مضامین بھی پڑھائے جاتے تھے۔ ابن خلدون اور ابن رشد جیسے نامور علماء اسی علمی روایت سے وابستہ رہے، جبکہ پوپ سلوسٹر نے بھی وہاں تعلیم حاصل کی اور آگے چل کر نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔

عربی زبان کی عالمی اہمیت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ اس لیے اسے محض مذہبی عبادات سے متعلق زبان سمجھنے کے بجائے ایک زندہ زبان کے طور پر پڑھایا جانا چاہیے۔ اس سے مسلمان قرآن، حدیث اور کلاسیکی اسلامی لٹریچر کو براہ راست سمجھنے کے قابل ہوسکیں گے۔ اس سلسلے میں مدینہ کی اسلامی یونیورسٹی کے ڈاکٹر وی عبدالرحیم کی کتاب دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بہا ایک کامیاب نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ عربی کے ساتھ انگریزی زبان میں بھی مہارت ضروری سمجھی جانی چاہیے، خواہ وہ بول چال ہو یا تحریر۔ اس کے علاوہ علاقائی زبانوں کے ساتھ سنسکرت اور پالی جیسی زبانوں کا علم بھی ہندوستان کی تہذیبی میراث، مذہبی روایات اور ثقافتی تنوع کو سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ زبانوں کو ایسے پل کا کردار ادا کرنا چاہیے جو سماجی ہم آہنگی اور ایک دوسرے کے احترام کو مضبوط بنائیں۔

معیشت میں بہتری کے لئے

جدید معاشی نظام نے اکثر ایسی صورت حال پیدا کی ہے جس میں خوشحالی کے چند جزیرے تو موجود ہیں، لیکن ان کے ارد گرد غربت کے وسیع سمندر پھیلے ہوئے ہیں۔ گزشتہ ایک صدی کے دوران عالمی دولت میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے، لیکن غربت اور معاشی نابرابری برقرار ہیں۔ متعدد مطالعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی مسلمان اب بھی ملک کی معاشی طور پر پسماندہ برادریوں میں شامل ہیں۔ مختلف رپورٹوں میں دوسری کئی برادریوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی ملکیت میں اثاثوں کی کم اوسط کی نشاندہی اور غربت کی بلند شرح کی نشان دہی کی گئی ہے۔

نیشنل کونسل آف اپلائیڈ اکنامک ریسرچ کے اعداد و شمار کے مطابق، ہندوستانی مسلمانوں میں تقریباً 31 فیصد لوگ خط غربت سے نیچے زندگی گزارتے ہیں، جب کہ دیگر پسماندہ طبقات میں یہ شرح 26 فیصد بتائی گئی ہے۔

ماہرین معاشیات اور سماجی علوم کے محققین کے مطالعات، جن میں سچر کمیٹی کی رپورٹ کے نتائج بھی شامل ہیں، ماضی میں مسلمانوں کے درمیان تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں نمایاں محرومیوں کی نشان دہی کرچکے ہیں۔ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے ایک جامع معاشی حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلم معاشروں نے گزشتہ کئی صدیوں کے دوران دولت پیدا کرنے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ اب برادری کو ان افراد کی شناخت اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو دولت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دولت پیدا کیے بغیر اسے تقسیم نہیں کیا جاسکتا اور معاشی ترقی کے بغیر غربت کا خاتمہ ممکن نہیں۔ دولت کمانا کوئی گناہ نہیں، بلکہ اگر اس کے ساتھ اخلاقی طرز عمل، سماجی ذمہ داری اور دولت کی منصفانہ تقسیم کا خیال رکھا جائے تو یہ ایک ذمہ داری بھی بن جاتا ہے۔ اسلام میں کاروبار اور تجارت کی ایک بھرپور روایت موجود ہے۔ قرآن و سنت عمل کرنے کی نئی راہیں تلاش کرنے، پیداواری سرگرمیوں اور ذمہ داری کے ساتھ خطرات مول لینے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مسلمان مردوں اور خواتین کو کاروبار شروع کرنے اور تجارتی قیادت سنبھالنے کی ترغیب دی جانی چاہیے۔

خصوصی طور پر کم اور متوسط آمدنی والے طبقوں سے تعلق رکھنے والے ہنرمند کاریگروں، دستکاروں اور چھوٹے کاروباریوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سرمایہ کار اور مخیر حضرات مضاربت اور مشارکت جیسے شراکتی مالیاتی طریقوں کے ذریعے ان کے کاروبار کو آگے بڑھانے میں مدد کرسکتے ہیں۔ حکومت کی جانب سے کاروبار اور صنعت کو فروغ دینے کے لیے شروع کی گئی اسکیموں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا جانا چاہیے۔

ہندوستان کی اسٹاک مارکیٹوں میں درج تقریباً 20 فیصد کمپنیوں کو شریعت کے مطابق سرمایہ کاری کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود مالیاتی معلومات کی کمی کے باعث بہت سے مسلمان پیداواری سرمایہ کاری سے گریز کرتے ہیں، جب کہ بعض لوگ دھوکہ دہی پر مبنی اسکیموں اور پونزی جیسے مالیاتی فراڈ کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس لیے اخلاقی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری کے مواقع اور شریعت سے ہم آہنگ مالیاتی ذرائع کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ضروری ہے۔ دوسری برادریوں نے ایسے مواقع سے فائدہ اٹھایا ہے، مسلمانوں کو بھی اس سمت میں قدم بڑھانا چاہیے۔

شراکت داری پر مبنی، سود سے پاک مالیاتی نظام اور تکافل یعنی اسلامی اصولوں کے مطابق باہمی تعاون پر مبنی بیمہ متعارف کرانے کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ اسی طرح کیرالا میں قائم چیرامن فنانشل سروسز اور انفراسٹرکچر اینڈ کریڈٹ لمیٹڈ (اے آئی سی ایل) جیسے کامیاب ادارے دوسرے علاقوں کے لیے نمونہ بن سکتے ہیں۔ سہولت، جن سیوا، تعمیر اور خدمت جیسے اداروں نے، جو ریاستی اور کثیر ریاستی کوآپریٹو نظام کے تحت کام کرنے والی کریڈٹ سوسائٹیوں میں شامل ہیں، یہ دکھایا ہے کہ برادری کی سطح پر قائم مالیاتی ادارے معاشی شمولیت اور چھوٹے پیمانے کے قرضوں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ایسے ادارے ملک بھر میں قائم کیے جانے چاہئیں تاکہ چھوٹے کاروباریوں کو مالی مدد ملے اور معاشی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شرکت ممکن ہوسکے۔ ہندوستان کی تیز رفتار معاشی ترقی نے خود مختار دولت کے فنڈز اور بیرون ملک مقیم ہندوستانی سرمایہ کاروں کی توجہ بھی حاصل کی ہے۔ مسلم برادری کو ان مواقع کا بھی فعال انداز میں جائزہ لینا چاہیے اور انہیں معاشی ترقی کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مسلم خواتین کا کردار

مختلف مطالعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کو تعلیم، روزگار اور سماجی ترقی کے میدانوں میں اہم مشکلات کا سامنا ہے۔ کئی پیمانوں پر مسلم برادری کے اندر صنفی فرق ملک میں سب سے زیادہ پائے جانے والے فرقوں میں شامل ہے۔ مسلم خواتین کو اکثر دوہری محرومی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک خاتون ہونے کی وجہ سے اور دوسری سماجی و معاشی طور پر پسماندہ اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے کے باعث۔ اس لیے کسی بھی برادری کی ترقی کی حکمت عملی میں خواتین کو بااختیار بنانے کو مرکزی اہمیت دی جانی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے تعلیم، معاشی سرگرمیوں میں شرکت، قیادت کی صلاحیتوں کی نشوونما اور شہری و سماجی زندگی میں فعال کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔

اجتماعی نظام زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور سماجی انصاف کے قیام اور دولت کی منصفانہ تقسیم کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے باوجود مختلف سروے بتاتے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں کو زکوٰۃ کے اصولوں اور اس کے حساب و کتاب کے طریقوں کے بارے میں پوری معلومات نہیں ہیں۔ اگرچہ انفرادی طور پر خیرات اور صدقات دینے کا رواج عام ہے، لیکن زکوٰۃ کے انتظام کے لیے ایک منظم اور اجتماعی نظام ابھی تک پوری طرح فروغ نہیں پاسکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور خلفائے راشدین کے دور میں زکوٰۃ کا انتظام اجتماعی طور پر کیا جاتا تھا۔ اس نظام نے سماجی بہبود اور غربت کے خاتمے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تاریخی روایات میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں ضرورت مند غیر مسلموں کو بھی زکوٰۃ کے وسائل سے فائدہ پہنچایا گیا۔

ملائیشیا، بنگلہ دیش اور جنوبی افریقہ کی موجودہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ زکوٰۃ کے منظم ادارے معاشرے پر گہرے اور مثبت اثرات مرتب کرسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوبی افریقہ کی نیشنل زکوٰۃ فاؤنڈیشن (سانزاف) نے برادری کی ترقی اور سماجی بہبود کے میدان میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان میں بھی ایسی فاؤنڈیشنیں قائم کی جانی چاہئیں، جو مقامی حالات اور ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل کے اپنے حل تلاش کرسکیں۔

سادگی کو فروغ دینا بلکہ انسانی وسائل کی ترقی

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آج بھی معاشی مشکلات سے دوچار ہے، لیکن اس کے باوجود شادی بیاہ پر فضول خرچی، بار بار عمرہ کرنے اور سماجی تقریبات کو شان و شوکت کے ساتھ منعقد کرنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ علماء اور برادری کے رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ سادگی، اعتدال اور ذمہ داری کے ساتھ خرچ کرنے کی عادت کو فروغ دیں۔

اسلام سادگی کے ساتھ نکاح کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور فضول خرچی سے روکتا ہے۔ اگر ضرورت سے زیادہ خرچ ہونے والی رقم کو تعلیم، صحت، ہنر کی تربیت اور غربت کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جائے تو اس سے معاشرے کو کہیں زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اسی طرح بڑی بڑی عمارتوں اور بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں پر زیادہ توجہ دینے کے بجائے انسانی وسائل کی ترقی کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ صرف عمارتوں میں سرمایہ لگانے کے مقابلے میں انسانوں کی تعلیم، تربیت اور صلاحیتوں کو بہتر بنانے پر سرمایہ کاری کے طویل مدتی نتائج کہیں زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔

ہندوستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں نوجوانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ ملک کی تقریباً 65 فیصد آبادی کی عمر 35 سال سے کم ہے۔ مسلم نوجوان بھی اس بڑی نوجوان آبادی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اگلی نسل کے لیے معیاری تعلیم، صحت کی سہولتوں، روزگار کے مواقع، کاروبار کے فروغ اور باعزت روزگار کے انتظام کے لیے دور اندیشی کے ساتھ منصوبہ بندی کی جائے۔ ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل بلکہ خود ہندوستان کا مستقبل بھی اس بات پر منحصر ہے کہ ان مواقع کو کتنے مؤثر انداز میں سمجھا جاتا ہے اور انہیں بہتر نتائج حاصل کرنے کے لیے کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

بھارت کے قابلِ تجدید توانائی کے شعبے میں گزشتہ 2 سالوں کے دوران 67 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہوئی ہے : پرہلاد جوشی



دہلی۔ 3/نومبر۔ ایم این این۔ مرکزی وزیر پرہلاد جوشی نے پیر کے روز کہا کہ بھارت کے قابل تجدید توانائی کے شعبے نے گزشتہ دو سالوں میں 67 ارب امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری حاصل کی ہے، جو کسی ایک شعبے میں ہونے والی سب سے بڑی سرمایہ کاریوں میں سے ایک ہے۔ نئی اور قابل تجدید توانائی کی وزارت کے وزیر نے قومی دارالحکومت میں منعقدہ بھارت ری نیوایبل انرجی سمٹ اینڈ ایکسپو 2026 سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت میں یہ شعبہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور ملک کی مستقبل کی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ وزیر اعظم نریندر مودی، جو ملک کے قابل تجدید توانائی کے وژن کی قیادت کر رہے ہیں، کی رہنمائی میں بھارت کی غیر فوسل ایندھن پر مبنی نصب شدہ صلاحیت ستمبر 2024 تک 200 گیگاواٹ سے بڑھ کر 310 گیگاواٹ ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ دو سالوں میں ملک نے غیر فوسل ایندھن پر مبنی 110 گیگاواٹ کی اضافی صلاحیت شامل کی ہے، جو کہ 50 فیصد سے زائد کی نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ جوشی نے کہا، گزشتہ دو سالوں میں قابل تجدید توانائی کے شعبے میں کل سرمایہ کاری 67 ارب امریکی ڈالر رہی ہے۔ یہ کسی ایک شعبے میں ہونے والی سب سے بڑی سرمایہ کاریوں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے سرمایہ کاروں پر زور دیا کہ وہ ملک میں سرمایہ کاری جاری رکھیں اور بھارت کے ترقیاتی سفر کا حصہ بنیں۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ بھارت دنیا کی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی معیشتوں میں سے ایک ہے، اور مختلف اداروں نے بھارت کی ترقی کے تخمینوں پر نظرثانی کرتے ہوئے انہیں 7 فیصد تک بڑھا دیا ہے۔ جوشی نے کہا کہ ملک نے شمسی توانائی کے آلات کی تیاری کے شعبے میں بھی نمایاں پیش رفت کی ہے۔ بھارت کی شمسی توانائی کی صلاحیت 2014 میں 8.2 گیگاواٹ سے بڑھ کر 171 گیگاواٹ ہو گئی ہے۔ اسی طرح، ونڈ انرجی (ہوا سے حاصل ہونے والی توانائی) کی صلاحیت 21 گیگاواٹ سے بڑھ کر 60 گیگاواٹ، سولر ماڈیولز کی صلاحیت 2 گیگاواٹ سے 225 گیگاواٹ، سولر سیلز کی صلاحیت صفر سے 45 گیگاواٹ، اور ونڈ ٹربائن مینوفیکچرنگ کی صلاحیت 10 گیگاواٹ سے بڑھ کر 24 گیگاواٹ تک پہنچ گئی ہے۔

راج ناتھ سنگھ نے بھارتی مسلح افواج کی جدید کاری بارے اجلاس کی صدارت کی

جیسلمیر۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے منگل کو راجستھان کے جیسلمیر میں وزارت دفاع کی مشاورتی کمیٹی کی میٹنگ کی



صدارت کی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے مسلح افواج کو جدید بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور ارکان کو حکومتی اقدامات بشمول فوج کی مالی ضروریات اور جدید ٹیکنالوجیز سے آگاہ کیا۔ وزیر مملکت برائے دفاع سنجے سیٹھ، دفاعی سکریٹری راجیش کمار سنگھ، تینوں سروسز کے نائب سربراہان، مسلح افواج کے اعلیٰ حکام، اور مختلف سیاسی جماعتوں کے اراکین پارلیمنٹ بشمول ترون چگ، سندیپ پاٹھک، سدیپ بندو پادھیائے، سوگتا رائے اور نوین جندل نے بھی میٹنگ میں شرکت کی۔ اپنے افتتاحی کلمات میں، وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے اس بات پر زور دیا کہ بدلتے ہوئے عالمی سلامتی کے منظرنامے میں ڈرون، میزائل اور خلائی دفاعی نظام کا کردار تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ راجناتھ سنگھ نے کہا آج کی میٹنگ کا محور مسلح افواج کی جدید کاری ہے۔ بدلتے ہوئے عالمی منظرنامے نے ہماری سلامتی کی ترجیحات کو تیزی سے اہم بنا دیا ہے۔ ڈرون، میزائل اور خلائی دفاعی نظام کا کردار بڑھ رہا ہے، اور ہماری مسلح افواج کو مستقبل کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جدید کاری کے تین اہم ستونوں پر روشنی ڈالتے ہوئے، وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ سب سے بڑی ضرورت مالی وسائل کی دستیابی ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم نے سال بہ سال جدید کاری کے بجٹ میں مسلسل اضافہ کیا ہے اور اس کے موثر استعمال کو یقینی بنایا ہے۔ مالی سال 2026-27 کے لیے، ہندوستان کا کل دفاعی بجٹ بڑھ کر 7.85 لاکھ کروڑ روپے ہو گیا ہے، جس میں جدید کاری کے لیے 1 لاکھ 20 ہزار کروڑ روپے کا سرمایہ رکھا گیا ہے۔

چین کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ کے مقابلے میں بھارت ایک متبادل عالمی طاقت بن کر ابھر سکتا ہے : تجزیہ

دہلی۔ 3/نومبر۔ ایم این این۔ ایشیا میں چین کے بڑھتے ہوئے اقتصادی اور سٹریٹجک اثرورسوخ کے درمیان بھارت ایک ایسے متبادل طاقتور ملک کے طور پر ابھر رہا ہے جو علاقائی تجارت، توانائی، بنیادی ڈھانچے اور صنعتی تعاون کے ذریعے ایشیائی ممالک کو چین پر انحصار کم کرنے کے نئے مواقع فراہم کر سکتا ہے۔ ایک تازہ تجزیے کے مطابق بھارت کو چین کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کے بڑے سرمایہ کاری منصوبوں کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وہ پڑوسی ممالک کو ایک دوسرے سے جوڑ کر زیادہ پائیدار علاقائی اثرورسوخ قائم کر سکتا ہے۔ اس کی ایک اہم مثال نومبر 2024 میں نیپال سے بنگلہ دیش کو بھارت کے بجلی کے نظام کے ذریعے 40 میگاواٹ بجلی کی فراہمی ہے۔ اس منصوبے نے ثابت کیا کہ بھارت صرف اپنے پڑوسیوں کے ساتھ تجارت کرنے کے بجائے انہیں آپس میں تجارت کے مواقع بھی فراہم کر سکتا ہے۔ تجزیے میں کہا گیا ہے کہ جنوبی ایشیا کے چھوٹے ممالک چین اور بھارت دونوں سے اقتصادی تعاون چاہتے ہیں، لیکن وہ کسی ایک طاقت پر مکمل انحصار نہیں کرنا چاہتے۔ بھارت اگر قابل اعتماد تجارتی راستے، بجلی کے نیٹ ورک اور سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کرے تو اس کی علاقائی اہمیت مزید بڑھ سکتی ہے۔ تاہم صنعتی شعبے میں چین کی برتری اب بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔ 2024 میں دنیا کی تقریباً 95 فیصد سولر ویفر تیار کرنے کی صلاحیت چین کے پاس تھی۔ بھارت نے شمسی توانائی کے شعبے میں ترقی کی ہے، لیکن اسے اب بھی اہم خام مال اور صنعتی پرزوں کے لیے درآمدات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس صورتحال میں آسٹریلیا کے ساتھ بھارت کی شراکت داری خصوصی اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ دونوں ممالک نے لیتھیم اور کوبالٹ جیسے اہم معدنی وسائل کے منصوبوں پر تعاون شروع کیا ہے، جو بیٹریوں، برقی گاڑیوں اور جدید صنعتوں کے لیے ضروری ہیں۔ 2023 میں بھارت اور آسٹریلیا کی شراکت داری کے تحت لیتھیم کے دو اور کوبالٹ کے تین منصوبوں کی جانچ کے لیے نشاندہی کی گئی تھی۔ ان منصوبوں کو عملی شکل دینے سے چین پر صنعتی انحصار کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تجزیے میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ بھارت کو محض نئی فیکٹریاں قائم کرنے کے بجائے خام مال سے لے کر تیار مصنوعات تک مکمل سپلائی چین تیار کرنا ہوگی۔ اس کے لیے آسٹریلیا جیسے ممالک کے ساتھ طویل مدتی تجارتی اور صنعتی معاہدے ضروری ہوں گے۔ بھارت کے لیے ایک اور اہم موقع جنوبی ایشیا میں بجلی کی تجارت اور علاقائی رابطوں کو فروغ دینا ہے۔ نیپال، بنگلہ دیش اور دیگر پڑوسی ممالک کے درمیان توانائی کے منصوبے نہ صرف اقتصادی فوائد فراہم کر سکتے ہیں بلکہ خطے میں بھارت کی اسٹریٹجک اہمیت بھی بڑھا سکتے ہیں۔ تاہم اس حکمت عملی کی کامیابی کے لیے ضروری ہوگا کہ بھارت اپنے پڑوسیوں کو شفاف معاہدے، قابل اعتماد رسائی اور مساوی اقتصادی مواقع فراہم کرے۔ تجزیے کے مطابق بھارت کا اصل فائدہ چین جیسی طاقت بننے کی کوشش میں نہیں بلکہ ایشیا کو ایک ایسا متبادل اقتصادی نظام فراہم کرنے میں ہے جس میں ممالک کو تجارت، سرمایہ کاری اور توانائی کے لیے زیادہ انتخاب حاصل ہوں۔ اگر بھارت اس حکمت عملی کو کامیابی سے آگے بڑھاتا ہے تو وہ آنے والے برسوں میں ایشیا کے اقتصادی اور اسٹریٹجک مستقبل کی تشکیل میں کہیں زیادہ اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

بھارت اگلے چند سالوں میں وندے بھارت ٹرینوں کی برآمد شروع کر دے گا : اشونی ویشنو



نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ ریل وزیر اشونی ویشنو نے اتوار کے روز کہا کہ بھارت اگلے تین سے چار سالوں کے اندر مکمل وندے بھارت ٹرینوں کی برآمد شروع کر دے گا۔ انہوں نے یہ بات بنگلورو اور ممبئی کو ملانے والی وندے بھارت سلیپر ایکسپریس کے افتتاحی سفر کو روانہ کرتے ہوئے کہی۔ ویشنو نے کہا کہ انڈین ریلویز مقامی طور پر تیار کردہ ٹرین سیٹس کو ہر نئے ورژن کے ساتھ مزید بہتر بنا رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان ٹرینوں کے تکنیکی اعتبار سے انتہائی پیچیدہ پرزے، بشمول پروپلشن سسٹم (چلانے والے نظام) اور بوگیاں، پہلے ہی سوئٹزرلینڈ، جرمنی، فرانس، اٹلی اور امریکہ کو برآمد کیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، ہم وندے بھارت ٹرین کے ہر نئے ورژن کے ساتھ اہم بہتری لا رہے ہیں۔ جب بھی ہم کوئی نیا ورژن تیار کرتے ہیں، تو پچھلے ورژن سے حاصل ہونے والے تجربات کی روشنی میں اس میں بہتری لاتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آنے والے سالوں میں ہم مکمل ٹرین کی برآمد بھی شروع کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ٹرینیں حکومت کے میک ان انڈیا اور آتم نربھر بھارت کے وژن کی عکاسی کرتی ہیں، کیونکہ ان کا ڈیزائن اور تیاری بڑی حد تک ملک کے اندر ہی کی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے یہ بھی اعلان کیا کہ کرناٹک کے لیے اگلی وندے بھارت سلیپر ٹرین بنگلورو سے روانہ ہوگی، جو شمالی کرناٹک کے علاقوں (ہبلی کی جانب) سے گزرتے ہوئے پونے اور ممبئی تک جائے گی۔ توقع ہے کہ بنگلورو اور ممبئی کے درمیان یہ نئی سروس کرناٹک اور مہاراشٹر کے مابین رات کے رابطے کو مزید مضبوط بنائے گی۔ مرکزی وزیر مملکت وی سومنا نے بتایا کہ 16 بوگیوں پر مشتمل یہ ٹرین تقریباً 16 گھنٹوں میں 1118 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرے گی، جس سے سفر کے وقت میں تقریباً آٹھ گھنٹے کی کمی آئے گی۔ اس ٹرین کی مکمل ایئر کنڈیشنڈ بوگیوں میں مجموعی طور پر 823 برتھیں (سونے کی نشستیں) موجود ہیں۔

اقوام متحدہ میں روایتی ہتھیاروں پر علاقائی کنٹرول کی تجویز کے خلاف ہندوستان اور اسرائیل کی ووٹنگ

نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ ہندوستان اور اسرائیل نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان اور بیلاروس کی جانب سے پیش کی گئی اس تجویز کے خلاف ووٹ دیا ہے، جس میں علاقائی اور ذیلی علاقائی سطح پر روایتی ہتھیاروں پر کنٹرول کی بات کی گئی ہے۔ ہندوستان نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ملکوں کی سلامتی سے متعلق تشویش صرف ان کی علاقائی سرحدوں تک محدود نہیں رہتی۔ 'عمومی اور مکمل تخفیف اسلحہ: علاقائی اور ذیلی علاقائی سطح پر روایتی ہتھیاروں پر کنٹرول' کے عنوان سے پیش کی گئی اس تجویز کو پیر کے روز اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی پہلی کمیٹی نے منظوری دے دی۔ اس کے حق میں 180 ووٹ پڑے، جبکہ 2 ملکوں نے مخالفت کی۔ کسی بھی ملک نے ووٹنگ میں حصہ لینے سے گریز نہیں کیا۔ 193 رکنی اقوام متحدہ میں ہندوستان اور اسرائیل ہی وہ 2 ملک تھے جنہوں نے اس تجویز کے خلاف ووٹ دیا۔ ہندوستان کے ووٹ کی وضاحت کرتے ہوئے اقوام متحدہ میں ہندوستان کے مستقل مشن کے فرسٹ سکریٹری انمول شیر بیدی نے کہا کہ روایتی ہتھیاروں پر کنٹرول ایک عالمی مسئلہ ہے۔ جنرل اسمبلی کی پہلی کمیٹی میں ہندوستان کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا، ''ہم اس بات سے پوری طرح اتفاق نہیں کرتے کہ اس مسئلے پر پیش رفت بنیادی طور پر علاقائی اور ذیلی علاقائی تناظر ہی میں ہونی چاہیے۔'' انہوں نے کہا کہ ہندوستان نے اپنے سابقہ موقف کے مطابق اس تجویز کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ ہندوستان نے اس تجویز میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے تخفیف اسلحہ سے یہ درخواست کرنے پر بھی سوال اٹھایا کہ وہ ایسے اصول تیار کرنے پر غور کرے جو روایتی ہتھیاروں پر علاقائی معاہدوں کے لیے ایک خاکے کا کام دے سکیں۔ انمول شیر بیدی نے کہا، ''ہم نے اس درخواست کو کچھ حیرت کے ساتھ دیکھا ہے۔'' انہوں نے بتایا کہ اقوام متحدہ کا کمیشن 1993 میں علاقائی تخفیف اسلحہ سے متعلق رہنما اصول اور سفارشات، 1999 میں روایتی ہتھیاروں پر کنٹرول اور تخفیف اسلحہ سے متعلق رہنما اصول اور 2017 میں روایتی ہتھیاروں کے شعبے میں اعتماد سازی کے عملی اقدامات سے متعلق سفارشات پہلے ہی اتفاق رائے سے منظور کر چکا ہے۔ بیدی نے کہا، ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی موضوع پر اسی کمیشن میں اتفاق رائے سے 3 نتائج پہلے ہی سامنے آ چکے ہیں، لیکن اب اسی کمیشن سے دوبارہ نئے سرے سے کام شروع کرنے کو کہا جا رہا ہے۔'' انہوں نے مزید کہا، ''ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس موضوع پر پہلے ہی تفصیل سے غور کیا جا چکا ہے، اس پر دوبارہ بحث کی ضرورت کیوں ہے، جب تک کہ اس کا مقصد اقوام متحدہ کے تخفیف اسلحہ کے نظام کو مصروف رکھنا ہو۔'' بیدی نے علاقائی یا ذیلی علاقائی سطح پر دفاعی صلاحیتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے کے تجویز کے تصور پر بھی اعتراض کیا۔ انہوں نے کہا، ''اس میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ملکوں کی سلامتی سے متعلق تشویش ان کی علاقائی سرحدوں پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔'' انہوں نے کہا، ''جیسا کہ سب جانتے ہیں، سلامتی سے متعلق خدشات محدود طور پر متعین علاقوں اور ذیلی علاقوں سے کہیں آگے تک پھیلے ہوتے ہیں۔''

ہند۔روس دوستی وقت کی آزمائش پر کھری ہے، بیرونی طاقتیں تبدیل نہیں کر سکتیں۔روسی سفارت کار

نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ ہندوستان اور روس کے تعلقات وقت کی کسوٹی پر کھرے ہیں اور عالمی جغرافیائی سیاسی حرکیات کو تبدیل کرنے کے باوجود بیرونی طاقتوں کے ذریعہ ان کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایک روسی سفارت کار نے پیر کے روز کہا، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ تعلقات کی جڑیں صدیوں سے لوگوں کے درمیان رابطوں میں ہیں۔ روسی سفارت خانے کے ترجمان ییزیوف نے یہ ریمارکس نئی دہلی میں انڈیا انٹرنیشنل سینٹر میں ایک روسی ثقافتی تقریب کے دوران کہے۔ ییزیوف نے پی ٹی آئی کو بتایا، ہم دوست ہیں، اور آپ جانتے ہیں کہ ہماری دوستی کسی اور سے نہیں بدل سکتی۔ انہوں نے مہاتما گاندھی اور روسی مصنف لیو ٹالسٹائی کے درمیان خط و کتابت کو دونوں ممالک کے درمیان تاریخی روابط کی ایک مثال کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ تعلقات کئی دہائیوں کی سفارتی مصروفیات سے آگے بڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گاندھی جی ٹالسٹائی کو ایک استاد سمجھتے تھے، اور دونوں نے خطوط کا تبادلہ کیا، باوجود اس کے کہ وہ کبھی ذاتی طور پر نہیں ملے۔ ییزیوف نے روس میں ہندوستانی سنیما اور ہندوستان میں روسی بیلے کی مقبولیت پر بھی روشنی ڈالی، یہ نوٹ کرتے ہوئے کہ ثقافتی تبادلے دوطرفہ تعلقات کا ایک لازمی حصہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ روس دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام کی 80 ویں سالگرہ سے قبل ہندوستان میں موسیقی، فنکارانہ اور دیگر ثقافتی پروگراموں کا ایک سلسلہ منعقد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہندوستان میں روسی سفیر ڈینس علیپوف کی اہلیہ ڈیانا علیپوا نے سرکاری سرکاری مصروفیات سے ہٹ کر تعلقات کو مضبوط بنانے میں ثقافتی سفارت کاری کے کردار پر زور دیا۔

بھارتی بحریہ نے صومالیہ کے ساحل کے قریب اغوا کیے گئے ماہی گیری کے جہاز 'ازینی' کو کامیابی کے ساتھ آزاد کرا لیا

نئی دہلی۔ 3/نومبر۔ ایم این این۔ بھارتی بحریہ نے 48 گھنٹے سے زائد جاری رہنے والے ایک تیز رفتار اور نہایت منظم مشترکہ آپریشن کے تحت مسلح قزاقوں کے قبضے سے ماہی گیری کے جہاز 'ازینی' کو کامیابی کے ساتھ آزاد کرا لیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں جہاز کے عملے کے تمام 20 ارکان کو بحفاظت بچا لیا گیا اور اس دوران کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی زخمی ہوا۔ اطلاعات کے مطابق، ماہی گیری کے جہاز 'ازینی' کو گزشتہ ماہ کے اوائل میں صومالیہ کے شمال مشرقی ساحل کے قریب مسلح قزاقوں کے ایک گروہ نے اغوا کر لیا تھا۔ اغوا کی اس کارروائی سے سمندری سلامتی کو ایک سنگین خطرہ لاحق ہو گیا تھا، کیونکہ خدشہ تھا کہ اس جہاز کو خطے میں تجارتی جہازوں پر مزید قزاقانہ حملے کرنے کے لیے ایک 'مدر شپ' کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ صورتحال سے نمٹنے کے لیے بھارتی بحریہ نے ایک مشن پر تعینات جنگی جہاز کو کارروائی کی ذمہ داری سونپی، جسے سمندری نگرانی کرنے والے ایک طیارے کی مدد بھی حاصل تھی۔ ان دونوں نے قریبی تال میل کے ساتھ مسلسل نگرانی کے بعد جہاز کا پتہ لگایا، اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھی اور اس کی نقل و حرکت محدود کرنے اور اسے آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے سوچے سمجھے غیر متحرک اقدامات کیے۔ بھارتی فضائیہ کے سی-17 طیارے کے ذریعے ایک انتہائی درست فضائی طریقے سے میرین کمانڈوز کو بھی اس کارروائی میں شامل کیا گیا۔ تیز رفتار اور منظم حکمت عملی کے تحت کارروائی کرتے ہوئے بھارتی بحریہ نے جہاز کو محفوظ طریقے سے اپنے قبضے میں لے لیا، قزاقوں کے خطرے پر قابو پایا اور عملے کے تمام 20 ارکان کی بحفاظت رہائی کو بھی یقینی بنایا۔ مذکورہ کامیاب کارروائی بھارتی بحریہ کی اعلیٰ سطح کی آپریشنل تیاری اور مختلف افواج کے درمیان بہترین تال میل کے ذریعے سمندری سلامتی کی پیچیدہ کارروائیاں انجام دینے کی صلاحیت کا ثبوت ہے۔ یہ بحر ہند کے خطے میں بھارت کے اولین امدادی فریق اور ترجیحی سلامتی شراکت دار کے طور پر اپنے رول کو برقرار رکھنے کے غیر متزلزل عزم کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ بھارتی بحریہ سمندری جہاز رانوں کی حفاظت، اہم بحری تجارتی راستوں کے تحفظ اور بحر ہند کے خطے میں محفوظ، مامون اور مستحکم سمندری ماحول کو یقینی بنانے کے تئیں پرعزم ہے۔

امریکی اور ہندوستانی مسلح افواج نے وشاکھاپٹنم میں ٹائیگر ٹرائمف 2026 کا آغاز کیا

نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ ریاستہائے متحدہ اور ہندوستانی مسلح افواج نے وشاکھاپٹنم میں دوطرفہ مشق ٹائیگر ٹرائمف 2026 کے پانچویں ایڈیشن کا آغاز کیا ہے، جس کا مقصد دفاعی تعاون کو مضبوط بنانا، آپریشنل انٹرآپریبلٹی کو بڑھانا اور علاقائی بحرانوں اور قدرتی آفات سے مشترکہ طور پر جواب دینے کی اپنی صلاحیت کو بہتر بنانا ہے۔ یو ایس پیسفک فلیٹ نے ایکس پر ایک پوسٹ میں مشق کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے کہا، شراکت داری، تیاری، انٹرآپریبلٹی۔ مشق ٹائیگر ٹرائمف باضابطہ طور پر وشاکھاپٹنم میں جاری ہے امریکہ اور ہندوستان کی افواج پورے خطے میں تعاون اور ردعمل کی صلاحیت کو مضبوط کرنے کے لیے شانہ بشانہ تربیت دے رہی ہیں۔ امریکی بحریہ کی ایک ریلیز کے مطابق، مشق کا باضابطہ آغاز 2 نومبر کو ایک افتتاحی تقریب کے ساتھ ہوا۔ دوطرفہ مشترکہ مشق انسانی امداد اور آفات سے نمٹنے کے آپریشنل ٹاپ اسٹاف کی منصوبہ بندی اور مربوط ملٹی ڈومین کمانڈ اینڈ کنٹرول پر مرکوز ہے۔ یو ایس پیسفک فلیٹ کے وائس کمانڈر یو ایس نیوی ریئر ایڈمرل جوکوین مارٹینز ڈی پینیلوس نے کہا، ٹائیگر ٹرائمف یو ایس انڈیا میجر ڈیفنس پارٹنرشپ کی بڑھتی ہوئی طاقت، نفاست اور مشترکہ عزم کی نمائندگی کرتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا، ہماری دوطرفہ تربیت علاقائی استحکام کے لیے ہمارے مشترکہ عزم کو تقویت دیتی ہے، ہمارے مشترکہ آپریشنل کوآرڈینیشن کو بہتر بناتی ہے، اور ہماری افواج کو خطے میں بحرانوں اور قدرتی آفات کا تیزی سے جواب دینے کے لیے تیار کرتی ہے۔ ہندوستانی بحریہ کے ریئر ایڈمرل وشال بشنوئی، فلیگ آفیسر کمانڈنگ ایسٹرن فلیٹ نے کہا کہ یہ مشق دونوں ممالک کے درمیان مضبوط اور پائیدار شراکت کی عکاسی کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دونوں ممالک ایک مضبوط اور پائیدار شراکت داری کا اشتراک کرتے ہیں، جو باہمی اعتماد، پیشہ ورانہ احترام اور دفاعی مصروفیات کی توسیع پر مبنی ہے۔ بشنوئی نے مزید کہا، مشق ٹائیگر ٹرائمف ہماری مسلح افواج کی انسانی ہمدردی کی امداد اور ڈیزاسٹر ریسپانس سنگھ کے مطالبے میں ہم آہنگی صلاحیتوں کو ایک ساتھ لا کر اس تعلق کا عملی اظہار کرتا ہے۔

رافیل میرین لڑاکا طیارے کی آئی این ایس وکرانت پر پہلی کامیاب لینڈنگ

نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ بھارتی بحریہ نے اپنی دفاعی صلاحیتوں میں ایک اہم سنگ میل عبور کرتے ہوئے فرانس کے جدید رافیل میرین لڑاکا طیارے کی دیسی ساختہ طیارہ بردار بحری جہاز آئی این ایس وکرانت پر پہلی کامیاب لینڈنگ اور آزمائشی پرواز مکمل کر لی ہے۔ 29 اکتوبر کو ہونے والی آزمائش میں رافیل میرین نے پہلی ہی کوشش میں کامیابی سے لینڈنگ کی۔ یہ پیش رفت بھارتی بحریہ میں جدید فرانسیسی لڑاکا طیاروں کی شمولیت کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ بھارت نے اپریل 2025 میں فرانس کے ساتھ تقریباً 5.7 ارب ڈالر کے معاہدے کے تحت 26 رافیل طیارے خریدنے کا فیصلہ کیا تھا، جن میں 22 رافیل میرین لڑاکا طیارے اور چار تربیتی طیارے شامل ہیں۔ ان کی فراہمی 2029 سے شروع ہونے کی توقع ہے۔ رافیل میرین کو بھارتی طیارہ بردار جہازوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے خصوصی تکنیکی تبدیلیاں ابھی کی جا رہی ہیں۔ اس کے پروں کو موڑا نہیں جا سکتا، جس کے باعث آئی این ایس وکرانت اور آئی این ایس وکرمادتیہ کی لفٹوں اور دیگر نظاموں میں محدود تبدیلیاں ضروری ہوں گی۔ جدید ریڈار، الیکٹرانک جنگی نظام اور طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں سے لیس رافیل میرین بھارتی بحریہ کی فضائی، دفاعی اور سمندری حملہ کرنے کی صلاحیتوں میں نمایاں اضافہ کرے گا۔

بھارت میں غربت کے خلاف تاریخی کامیابی

12 برسوں میں تقریباً 50 کروڑ افراد غربت سے باہر نکلے

نئی دہلی۔ 3/ نومبر۔ ایم این این۔ بھارت نے غربت کے خاتمے کی سمت ایک غیر معمولی کامیابی حاصل کی ہے۔ عالمی بینک کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق 2011 سے 2023 کے درمیان تقریباً 49 کروڑ 60 لاکھ بھارتی شہری غربت کی مقررہ حد سے اوپر اٹھنے میں کامیاب ہوئے، جو دنیا میں غربت میں کمی کی نمایاں ترین مثالوں میں شمار کیا جا رہا ہے۔ عالمی بینک کے مطابق یومیہ 20.4 ڈالر کی قوت خرید پر مبنی غربت کی شرح 57.7 فیصد سے کم ہو کر 16.1 فیصد رہ گئی، جبکہ انتہائی غربت کی شرح، جس کا معیار یومیہ تین ڈالر ہے، 27.1 فیصد سے گھٹ کر صرف 2.6 فیصد پر آ گئی۔ دیہی بھارت میں یہ تبدیلی خاص طور پر نمایاں رہی، جہاں انتہائی غربت کی شرح 31 فیصد سے کم ہو کر 3.1 فیصد رہ گئی۔ شہری علاقوں میں بھی یہ شرح 17.4 فیصد سے گھٹ کر 1.4 فیصد تک پہنچ گئی۔ غربت میں اس نمایاں کمی کے پیچھے معاشی ترقی، روزگار کے بڑھتے مواقع، بنیادی ڈھانچے کی توسیع اور سرکاری فلاحی اسکیموں کو اہم عوامل قرار دیا جا رہا ہے۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا کے تحت بینک کھاتوں کی فراہمی، آدھار سے منسلک براہ راست مالی امداد، مفت غذائی اجناس کی تقسیم، دیہی بجلی کاری، صفائی کی سہولیات اور ڈیجیٹل رابطوں میں اضافے نے کم آمدنی والے خاندانوں کی معاشی حالت بہتر بنانے میں کردار ادا کیا ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی حکومت کے دور میں فلاحی اسکیموں کی رسائی اور ڈیجیٹل عوامی بنیادی ڈھانچے میں نمایاں توسیع ہوئی ہے۔ تاہم غربت میں کمی کو کئی دہائیوں کی معاشی اصلاحات، زرعی ترقی، منڈیوں کی توسیع اور مختلف حکومتوں کی پالیسیوں کا مجموعی نتیجہ بھی قرار دیا جا رہا ہے۔ اس پیش رفت کے باوجود بھارت میں تقریباً تین کروڑ 50 لاکھ افراد اب بھی انتہائی غربت کا شکار ہیں، جبکہ تقریباً 23 کروڑ 20 لاکھ افراد یومیہ 20.4 ڈالر کی وسیع تر غربت کی حد سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ معاشی ماہرین کے مطابق غربت کی مقررہ حد عبور کرنا مستقل مالی تحفظ کی ضمانت نہیں ہے۔ علاج، تعلیم، رہائش اور غیر مستحکم روزگار جیسے مسائل اب بھی لاکھوں خاندانوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ بھارت کے لیے اگلا بڑا چیلنج غربت میں کمی کی کامیابی کو مستقل خوشحالی میں تبدیل کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے بہتر تنخواہوں والی ملازمتوں، صنعتی ترقی، معیاری تعلیم، صحت کی سہولیات اور خواتین و نوجوانوں کے لیے معاشی مواقع میں مزید اضافے کی ضرورت ہوگی۔ عالمی بینک کے اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بھارت نے گزشتہ بارہ برسوں میں غربت کے خلاف غیر معمولی پیش رفت کی ہے۔ تقریباً نصف ارب افراد کا غربت سے باہر نکلنا نہ صرف ایک اہم معاشی کامیابی ہے بلکہ کروڑوں خاندانوں کے معیار زندگی میں بہتری کی علامت بھی ہے۔ تاہم اس کامیابی کا اصل امتحان یہ ہوگا کہ بھارت ان فوائد کو کس حد تک برقرار رکھتا ہے اور معاشی ترقی کے مواقع ان لوگوں تک کیسے پہنچاتا ہے جو اب بھی غربت اور مالی عدم تحفظ کا سامنا کر رہے ہیں۔

Published by Mir Amjad Ali Khan. 16 9 407 A, Old Malakpet Hyderabad- 36. Contact +919885106759. R.N.I. 62210/1995,
Email: Editorial@hindustandailynewspaper.com www.hindustandailynewspaper.com Hindustan Daily Newspaper Urdu